

# صلاة الجمعة

## في ضوء الكتاب والسنة

للسيد الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني

### نماز بجامعات

### قرآن وحديث كي روشنی میں

ترجمہ - ابو خالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

الأردية

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بسلطنة  
الى شراف ووزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

بستانہ  
SultanahOffice



011 424 0077



195608010102007

سلطانہ  
Sultanah



صلوة الجماعة في ضوء الكتاب والسنة

للشيخ الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني

# نماز بـ جماعت

قرآن وHadith کی روشنی میں

ترجمہ

ابو خالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

مراجعة

محمد سلیم ساجد مدنی

عبدالکریم عبدالسلام مدنی

ح) المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطنة ، ١٤٣٥ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

القططاني ، سعيد بن وهف

صلاة الجمعة في ضوء الكتاب والسنة / أردو / سعيد بن

وهف القططاني : جاويد أحمد سعدي - الرياض ، ١٤٢٥ هـ

١٤٠ ص: ١٧ × ١٢ سم

ردمك: ٩٧٨-٩٩٦٠-٨٧١-٤١-٧

١- صلاة الجمعة أ- سعدي : جاويد أحمد

ب- العنوان (مترجم)

١٤٣٥/٥٣١٩

٢٥٢.٢٢ ديوبي

رقم الإيداع: ١٤٣٥/٥٣١٩

ردمك: ٩٧٨-٩٩٦٠-٨٧١-٤١-٧

## مقدمة

بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ  
شَرِّ أَنفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ  
وَمَنْ يَضْلِلُ فَلَا هَادِي لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا  
شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ رَسُولُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبَعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلَّمَ  
تَسْلِيمًا كَثِيرًا.

حمد و صلوٰۃ کے بعد!

نمازِ باجماعت کے متعلق یہ ایک مختصری کتاب ہے، میں نے اس کتاب میں  
مندرجہ ذیل مسائل کا تذکرہ کیا ہے۔

نمازِ باجماعت کا مفہوم، حکم، فوائد، فضائل، باجماعت نماز پانے کی خاطر مسجد  
آنے کی فضیلت، مسجد آنے کے آداب، دو آدمیوں ہی سے جماعت

کامنعقد ہونا، نماز کی ایک رکعت کے پالینے سے جماعت کا پالینا، دوسری جماعت ان لوگوں کے لئے مشروع ہے جنہوں نے پہلی جماعت امام کے ساتھ نہ پائی ہو، جس نے نماز پڑھ لی پھر اس نے جماعت پائی تو وہ ان کے ساتھ اس نماز کا اعادہ نفلی طور پر کرے، نماز سے پچھے رہ جانے والا امام کو جس حال میں پائے اس کے ساتھ شامل ہو جائے، اگر رکوع نہ پاسکے تو اسے رکعت شمار نہ کرے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد نماز کی بقیہ رکعتیں پوری کرے۔

میں نے ہر مسئلہ دلیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اپنے شیخ سماحتہ الامام عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کے راجح کردہ مسائل سے بکثرت استفادہ کیا ہے۔ اللہ ان پر حمد فرمائے اور نعمتوں والی جنت میں ان کا مقام بلند فرمائے، اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے اس عمل کو قبولیت کا باعث بابرکت اور خالص اپنی رضا کے لئے بنائے، میری زندگی اور میری وفات کے بعد اس کے ذریعہ سے نفع پہوچائے، جس تک یہ کتاب پہنچے اس کو اس

سے فائدہ پہنچائے یقیناً وہ سجانہ تعالیٰ بہتر عطا کرنے والا ہے، اسی سے بہتر امید لگائی جاسکتی ہے، وہ ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے اور اللہ بلند و برتکے سوائے کوئی طاقت و قوت دینے والا نہیں ہے اور درود وسلام اور برکتیں نازل ہوں اس کے بندے و رسول اور اس کی مخلوق میں سب سے بہتر ہستی ہمارے نبی و امام و قائد محمد بن عبد اللہ پر اور آپ کے آل واصحاب پر اور قیامت تک آنے والے ان کے تبعین پر۔

سعید بن علی بن وہف محتاطی

## پہلا مبحث: نماز بجماعت کا الغوی اور اصطلاحی مفہوم

[۱] صلوٰۃ کا لفظ ڈکشنری [لغت] میں دعا کے لئے استعمال ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَصَلُّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلُوتَكَ سَكْنٌ لَّهُمْ﴾ [النوبۃ: ۱۰۳]

ترجمہ: اور ان کے لئے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان ہے۔

یہاں صل علیہم کا معنی ہے کہ ان کے لئے دعا کیجئے۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرے، اگر روزہ سے ہو تو دعا کرے اور اگر روزہ سے نہ ہو تو کھانا تناول فرمائے۔ [صحیح مسلم: حدیث: ۱۳۳۱]

یعنی برکت اور بھلائی اور مغفرت کی دعا کرے [النهاية في غريب الحديث لابن الاشیر، لسان العرب، التعریفات للجرجانی]

صلوة کا لفظ جب اللہ کی طرف منسوب کیا جائے تو اس کا مطلب بہتر انداز

میں حمد و شکر نہ کرنا ہوتا ہے  
صلوٰۃ کا لفظ جب فرشتوں کے لئے بولا جائے تو اس کا مطلب دعا کرنا ہوتا  
 ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا) [الاحزاب: ۵۶]  
 ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت سمجھتے ہیں اے ایمان  
 والو! تم [سمجھی] ان پر درود سمجھو اور خوب سلام [سمجھی] سمجھتے رہو  
 ابوالعالیٰہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی صلوٰۃ کا مطلب فرشتوں کی موجودگی میں  
 رسول کی تعریف کرنا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ دعا ہے [بخاری، حدیث

۳۴۹۷:

ابن عباس [رضی اللہ عنہ] فرماتے ہیں کہ [يُصَلُّونَ] کا مطلب ہے کہ وہ برکت  
 کی دعا کرتے ہیں [بخاری، حدیث: ۳۹۳۷]  
دوسرا قول ہے کہ اللہ کی صلوٰۃ کا مطلب رحمت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ کا  
مطلوب استغفار ہے جب کہ پہلا ہی قول درست ہے [تفسیر ابن کثیر ص: ۲۷]

خلاصہ یہ ہوا کہ جب لفظ [صلوٰۃ] اللہ کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب ثنا ہوتا ہے، اور جب لفظ [صلوٰۃ] فرشتوں اور انس و جن کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ مخلوقات اللہ کی خاطر قیام و رکوع، سجدے، دعا اور استغفار و تسبیح کرتی ہیں، اور جب لفظ [صلوٰۃ] پرندوں وغیرہ کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ [سان العرب لابن المنظور ۳۶۵/۲]

## [۲] صلوٰۃ کا مفہوم شریعت کی اصطلاح میں

اس سے مراد چند معروف و مخصوص اقوال و افعال پر مشتمل اللہ کی وہ عبادت ہے جس کا آغاز تکبیر [اللہ اکبر] سے ہوتا ہے اور جس کی انتہا تسليم [السلام علیکم] پر ہوتی ہے اور صلوٰۃ کا نام صلوٰۃ اس کے دعا پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ہی رکھا گیا۔ [المغنی لابن قدامة: ۳/۵]

گویا صلوٰۃ کا یہ لفظ شروع میں علی الاطلاق دعا کے لئے استعمال ہوتا تھا، آگے چل کر اس کا استعمال ایک مخصوص دعا کے لئے ہونے لگا، یا یہ کہ دعا ہی

کو صلاۃ کہا جاتا تھا اور اسے شرعی صلوٰۃ کی جانب منتقل کر دیا گیا، کیونکہ صلاۃ اور دعا کے نفع مناسبت ہے گویا کہ یہ دونوں الفاظ باہم مترادف ہیں، لہذا شریعت میں صلوٰۃ کا لفظ جب علی الاطلاق بولا جائے تو اس سے شرعی نماز ہی مراد ہوتی ہے [شرح العمدۃ الشیخ الاسلام ابن تیمیۃ ۲/ ۳۰]

معلوم ہونا چاہئے کہ نماز دونوں قسم کی دعاؤں پر مشتمل ہے۔

دعاۓ مسالت: دعا کرنے والے کا لفظ بخش چیز کا مطالبہ کرنا اور اپنی زبان سے حاجات برآری کا سوال کرنا، خواہ یہ لفظ اندوڑی کے لئے ہو، یا دفعہ ضرر کے لئے ہو یا ضرر کے خاتمه کے لئے ہو۔

دعاۓ عبادت: نیک اعمال کی بجا آوری سے ثواب چاہنا مثلاً قیام و رکوع اور سجدہ۔

لہذا جس نے یہ عبادتیں انجام دیں، یقیناً اس نے اپنے رب سے دعا کی، اور زبان سے اس چیز کا مطالبہ کیا کہ اللہ اسے بخش دے، لہذا واضح ہوا کہ پوری نماز دعاۓ مسالت اور دعاۓ عبادت پر مشتمل ہے [فتح المجید شرح

كتاب التوحيد للعلامة محمد بن حسن آل اشیخ ص: ۱۸۰]

## [۳] جماعت کا لغوی اور اصلاحی مفہوم

### جماعت کا لغوی مفہوم

جماعت لغت میں ہر چیز کی تعداد اور اس کی کثرت کو کہا جاتا ہے، اور جمع کے لفظ کا مطلب ہوتا ہے بکھری ہوئی چیزوں کو سمجھا کرنا، اور مسجد کو جامع کہا جاتا ہے یا کہا جاتا ہے جامع مسجد کیونکہ اس میں نمازی اکٹھے ہوتے ہیں، واضح رہے کہ جامع یہ مسجد کی صفت ہے کیونکہ یہ اجتماع کی علامت ہے اور الحق الیقین و حق الیقین کی طرح مسجد الجامع کا استعمال بطور اضافت کرنا بھی جائز ہے اور اس کا مطلب ہوتا ہے مسجد الیوم الجامع اور حق الشئی الیقین؛ اس لئے کہ کسی چیز کی اضافت خود اسی کی طرف کرنا کسی تقدیری عبارت کے استعمال کئے بغیر درست نہیں ہے اور جماعت لوگوں کے اس مجموع کو کہا جاتا ہے جو ایک ہی مقصد کی خاطر اکٹھے ہوئے ہوں [لسان العرب لابن

## [۲] شریعت کی اصطلاح میں جماعت کا مفہوم

جماعت کا اطلاق لوگوں کی تعداد پر ہوتا ہے، اور جماعت اجتماع کے معنی سے ماخوذ ہے، اور اجتماع کا تحقق کم از کم دو سے ہوتا ہے یعنی امام اور مقتدی سے ہوتا ہے [بدائع الصنائع في ترتیب الشائعات/ ۱۵۶، صلاۃ الجماعة للاستاذ الدكتور صالح السدلان ص ۱۳].

اور صلوٰۃ الجماعة کا نام جماعت درحقیقت جگہ اور وقت دونوں اعتبار سے نمازوں کے اکٹھا ہونے کی بنابر دیا گیا ہے، لہذا جب بغیر کسی عذر کے ان دونوں میں یا ان میں سے کسی ایک میں لوگ کمی کریں تو ان کا یہ عمل باجماع امت منوع ہے [حاشیۃ عبد الرحمن القاسم علی الروض المریع/ ۲۵۵]

## دوسرا بحث: نماز با جماعت کا حکم

قرآن اور احادیث صحیحہ کے واضح دلائل اور آثار صحابہ کی روشنی میں مستطیع و مکلف مردوں پر پانچوں وقت کی نماز با جماعت فرض عین ہے، خواہ یہ سفر میں ہوں یا حضر میں ہوں، ان میں سے چند دلائل کا تذکرہ علماء کی اس بحث کے بعد کیا جا رہا ہے۔

[علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسجدوں میں پنجوقتہ نمازیں ادا کرنا ایک اہم عبادت اور تقریب الہی کا ایک اہم وسیلہ ہے مگر ان کا اختلاف نماز با جماعت کے حکم کے متعلق ہے کہ یہ فرض عین ہے یا فرض کفایہ ہے یا محض سنت مؤکدہ ہے؟ ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

- [۱] امام احمد اور دیگر فقہائے سلف کے نزدیک نماز با جماعت فرض عین ہے
- [۲] امام شافعی کا راجح مذہب اور بعض مالکیہ اور ایک قول کے اعتبار سے امام احمد کا دوسرا مذہب یہ ہے کہ نماز با جماعت فرض کفایہ ہے
- [۳] امام ابو حنیفہ کے شاگردوں، کچھ مالکیہ، بہت سارے شافعیہ اور ایک

روایت کے اعتبار سے امام احمد کے یہاں نماز باجماعت سنت مؤکدہ ہے  
 [۳] نماز باجماعت فرض عین ہے اور نماز کی صحت کے لئے شرط ہے، یہ قول  
 امام احمد کے قدیم شاگردوں اور سلف کی ایک جماعت کا ہے ابن حزم، ابن  
 القیم اور ایک قول کے حساب سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مذہب بھی یہی  
 ہے [الاختیارات الفقهیہ ص ۱۰۳]

اس بارے میں صحیح قول پہلا ہے یعنی نماز باجماعت فرض عین ہے [مزید  
 معلومات کے لئے رجوع کریں المجموع شرح المذهب  
 للشیرازی للامام النووی ۸۷/۳، المغنی لابن  
 قدامة ۳/۵، فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ  
 ۲۲۵/۲۳، ۲۵۳، الانصاف فی معرفة الراجع من الخلاف  
 للمرداوی مع المقنع والشرح الكبير ۲۲۵/۳، نیل الاوطار  
 للشوکانی ۳۲۰/۲، الاخبار العلمية من الاختیارات الفقهیة  
 لابن تیمیہ ص ۱۰۳، کتاب الصلاۃ لابن القیم ص ۶۹

اہمیت صلاۃ الجماعت للاستاذ الدكتور صالح بن غانم السدلان ص ۲۱، ۲۲، اہمیت صلاۃ الجماعت للاستاذ الدكتور فضل الهی ص ۳۱، ۱۱۰، فتاوی ابن باز ۱۲ / ۷، الشرح الممتع للعلامة ابن عثیمین ۲۰۲/۲، الاحکام شرح اصول الاحکام لابن قاسم [ ۲۳۹ / ۱ ]

[ مذکورہ رائے یا ترجیح مؤلف کی ہے، ورنہ مسئلہ میں کافی اختلاف ہے: مترجم ]

[ ۱ ] اللہ تعالیٰ نے حالت خوف میں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا  
 الہذا فرمایا ﴿ وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقِمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلَتَقْرُمُ طَائِفَةً مِّنْهُمْ مَعَكَ وَلَيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلَيُكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلَتَأْتِ طَائِفَةً أُخْرَى لَمْ يُصَلِّوْا فَلَيُصَلِّوْا مَعَكَ وَلَيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ﴾ [ النساء: ۱۰۲ ]

ترجمہ: جب تم ان میں ہوا اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنی ہتھیار لئے کھڑی ہو پھر جب یہ سجدہ

کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آ جائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تیرے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ اور اپنے ہتھیار لئے رہے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے سخت حالتِ خوف میں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا پھر دوسرے گروہ کے حق میں دوبارہ سے [الگ سے] جماعت والی بات کا ذکر کیا، اگر جماعت کا قیام سنت ہی ہوتا تو اس کے اوپر مستحق یہ حضرات ہوتے جنہیں خوف کی بنا پر غدر لاحق ہے، اور اگر جماعت کا قیام فرض کفایہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ دوسرے گروہ کو اس [جماعت] کا حکم نہ دیتا کیونکہ پہلا گروہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر چکا ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت فرض عین ہے۔

[۲] اللہ تعالیٰ نے نماز یوں کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

فرمایا ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكُوَةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾

[البقرة: ۲۳]

اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دوا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو  
لہذا اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کے ساتھ نماز کی ادائیگی کا حکم دیا اور [حکم] امر  
وجوب کا متقاضی ہوتا ہے۔

[۳] جو لوگ مؤذن کی پکار سن کر نماز با جماعت کے لئے حاضر نہیں ہوتے،  
اللہ تعالیٰ بروز قیامت ان کو یہ سزا دے گا کہ وہ ان کے اور ان کے سجدوں  
کے نیچے حائل ہو جائے گا۔

اللہ نے فرمایا ﴿يَوْمَ يُكَشَّفُ عَنْ سَاقِ وَيُدَعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا  
يَسْتَطِيعُونَ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهِقُهُمْ ذَلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدَعَوْنَ  
إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَلِمُونَ﴾ [اقلم: ۲۳۲ اور ۲۳]

ترجمہ: جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لئے بلاۓ جائیں  
گے تو [مسجدہ] نہ کر سکیں گے نگاہیں نیچی ہوں گی اور ان پر ذلت و خواری چھا  
رہی ہوگی حالانکہ یہ سجدے کے لئے [اس وقت بھی] بلاۓ جاتے تھے جبکہ  
صحیح سالم تھے۔

لہذا اللہ تعالیٰ بروز قیامت ان کو یہ سزادے گا کہ وہ ان کے اور ان کے  
بھدوں کے نیچے حائل ہو جائے گا جو لوگ مؤذن کی پکار سن کر نماز باجماعت  
کے لئے حاضر نہیں ہوتے۔

ابو سعید خدری [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ علیہ السلام فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھول دے گا، یہ دیکھ کر ہر  
مومن مرد و عورت اس کے لئے سجدہ میں گر جائیں گے اور جو شخص دنیا میں ریا  
کاری اور شہرت کے طور پر سجدے کرتا تھا وہ سجدہ نہ کر پائے گا، جب وہ سجدہ  
کرنا چاہے گا تو اس کی پشت بالکل سیدھی ہو جائے گی، ایک روایت کے  
الفاظ یہ ہیں کہ پنڈلی کھول دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سجدے کا  
حکم دے گا جو دنیا میں اپنے دل کی گہرائی سے سجدے کیا کرتا تھا اور جو لوگ  
ریا کاری اور شہرت طلبی کے لئے دنیا میں سجدے کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان  
کی پشت کو بالکل سیدھا بنادے گا کہ وہ جھکے گی ہی نہیں، جب وہ سجدہ کرنا  
چاہیں گے تو اپنی گدی کے بل پیچھے گر پڑیں گے [بخاری: حدیث: ۲۹۱۹، مسلم]

اس حدیث میں منافقین کی سزا کا ذکر ہے کہ ان کی پشتیں بروز قیامت بالکل سیدھی ہو جائیں گی: یعنی پشت کی ساری ہڈیاں سکڑ کر ایک ہو جائیں گی اور وہ سجدے نہ کر پائیں گے [النہایة فی غریب الحدیث لابن الاشیر / ۳/۱۱۲]

[۳] نبی ﷺ نے نماز باجماعت کا حکم دیا.

مالک بن حويرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ آیا، ہم نے آپ کے پاس ۲۰ راتیں قیام کیں اور آپ انتہائی رحیم و شفیق تھے، جب آپ نے ہمارے اپنے اہل کی طرف واپس لوٹ جانے کے اشتیاق کا مشاہدہ کیا تو فرمایا کہ تم ان کے درمیان واپس جاؤ اور ان کو دینی امور سکھاؤ اور نماز پڑھو، جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور تم میں کا عمر دراز شخص امامت کرائے [بخاری: حدیث: ۲۲۸، مسلم: حدیث: ۶۷۳]

لہذا نبی ﷺ نے نماز باجماعت پڑھنے کا حکم دیا اور امر و جوب کا مقاضی ہوتا ہے.

[۵] نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے نماز باجماعت سے پچھے رہ جانے والوں کے گھروں کو جلا دینے کا ارادہ کیا۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے کسی نماز میں چند لوگوں کو گم پایا تو آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر ان لوگوں کی طرف نکل جاؤں جو اس سے پچھے رہتے ہیں پس میں ان کو حکم دوں کہ لکڑی کا گھر اکٹھا کریں اور ان کے گھروں کو جلا دیں جو اس سے پچھے رہ جاتے ہیں اور اگر کسی کو یہ پتہ چل جائے کہ اسے ایک مولیٰ ہڈی ملے گی تو وہ ضرور حاضر ہو یہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں، بخاری کے الفاظ ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ بے شک میں نے ارادہ کیا کہ لکڑی اکٹھا کی جائے پھر نماز کے لئے اذان کا حکم دوں پھر ایک شخص کو یہ حکم دوں کہ وہ امامت کرائے پھر لوگوں کے گھروں کو نکل جاؤں اور ان کے گھروں کو جلا دوں اور قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان میں سے کسی کو یہ معلوم

ہو جائے کہ اسے ایک موٹی بڑی ہاتھ آئے گی، یادو خوبصورت ٹانگیں اسے ملیں گی تو وہ عشاء میں ضرور حاضر ہو اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ منافقین پر سب سے زیادہ بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ ان دونوں میں کیا رکھا ہوا ہے [ان کا ثواب کیا ہے؟] تو وہ ضرور حاضر ہوں اگرچہ سرینوں کے بل گھست کر کے ہی کیوں نہ حاضر ہوںا پڑے، یقیناً میں نے چاہا کہ نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں پھر ایک شخص کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دوں پھر کچھ ایسے لوگوں کو اپنے ساتھ لے جاؤں جن کے ساتھ لکڑی کے گھر ہوں اور ان کو ان کے گھروں سمیت آگ سے جلا دوں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے

[بخاری: حدیث: ۲۴۳، مسلم: حدیث: ۲۵۱]

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض

عین ہے [شرح النووی علی صحیح مسلم ۵/۱۶۱]

[۶] اللہ کے نبی ﷺ نے اس صحابی کو جماعت سے پیچھے رہنے کی رخصت نہیں دی جن کا گھر مسجد سے دور واقع تھا اور وہ نایبنا تھے.

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] سے مروی ہے کہتے ہیں کہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] کے پاس ایک نایبنا شخص آیا، اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] میری رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں جو مجھے مسجد لے کے آئے، انہوں نے اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] سے اپنے لئے رخصت چاہی کہ وہ اپنے گھر ہی میں نماز پڑھ لیں، آپ نے ان کو رخصت دے دی، جب وہ مڑکر جانے لگ گئے تو آپ نے ان کو بلا یا اور پوچھا کہ کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا پس آؤ [مسلم: حدیث: ۶۵۳]

ابن ام مكتوم [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں ایک نایبنا شخص ہوں، گھر میرا دور ہے، میرا کوئی مناسب رہنمائی نہیں، تو کیا مجھے اس بات کی اجازت ہے کہ میں اپنے گھر میں، ہی نماز پڑھ لوں؟ آپ نے ان سے استفسار کیا کہ کیا تم اذان سنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے کوئی رخصت نہیں پاتا [ابوداؤد: حدیث: ۵۵۲، علامہ البانی نے اس روایت کو

حسن صحیح کہا ہے صحیح سنن ابو داؤد / ۱۱۰]

دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! مدینہ میں بہت سے خونخوار جانور اور درندے رہتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح سنتے ہونا؟ لہذا جماعت کے لئے آؤ [ابو داؤد: حدیث: ۵۵۳] علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے صحیح سنن ابو داؤد [۱۱۰/۱]

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم واضح کرتے ہیں کہ مسلمان جب اذان سن لے تو اس کے پاس نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے کا کوئی عذر نہیں رہ جاتا اور اگر اسے تنہایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے اختیار دیا گیا ہوتا تو لوگوں میں اس اختیار کے سب سے زیادہ مستحق یہ ناپینا صاحبی ہوتے جن کے یہاں پچھے عذر تھے [۱] یہ اندھے تھے [۲] ان کا گھر دور واقع تھا [۳] مدینہ خونخوار جانوروں اور درندوں سے بھرا ہوا تھا [۴] ان کے یہاں کوئی مناسب حال رہنا نہیں تھا [۵] یہ عمر دراز تھے [۶] مسجد تک آنے والے راستے میں بہت سارے کھجور کے درخت اور دیگر درخت حائل تھے [کتاب الصلاۃ لابن القیم ص ۶۷ و صحیح الترغیب والترہیب ص ۱۷۳]

[؟ نبی ﷺ نے بیان کیا کہ جوازان سے اور نہ آئے تو اس کی نماز نہیں]

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جوازان سے اور اذان سن کر مسجد نہ آئے تو اس کی نماز نہیں ہوتی الا یہ کہ کوئی عذر ہو [ابن ماجہ: حدیث: ۹۳، دارقطنی: ۱/۴۲۰، ابن حبان: حدیث: ۲۰۶۳، متدرک حاکم: حدیث: ۱/۲۲۵، سنن ابو داؤد: حدیث: ۵۵۱ علامہ ابن القیم نے کتاب الصلاۃ ص ۶۷ میں اور علامہ البانی نے صحیح سنن ابن ماجہ ۱/۱۳۲ اور صحیح سنن ابو داؤد ۱/۱۱۰ اور ارواء الغلیل ۲/۳۲۷ میں اسے صحیح کہا ہے اور میں نے شیخ ابن باز سے بلوغ المرام کی حدیث نمبر ۳۲۷ کی شرح کرتے وقت یہ سنا ہے کہ: اس روایت کے صحیح مسلم کی شرط پر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں اسی طرح کی بات حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام میں کہی ہے کہ [واسنا وہ علی شرط مسلم]

یہ اس بات کی ولیل ہے کہ جماعت فرض میں ہے اور میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز بن عبد اللہ بن بازؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لا صلوٰة لَهُ کا مطلب ہے کہ کامل نماز نہیں بلکہ ناقص نماز ہے اور جمہور کفایت کے قائل ہیں [

میں نے یہ بات شیخ ابن باز سے بلوغ المرام کی حدیث نمبر ۲۷ کی شرح کرتے وقت سنی ہے، مؤلف [

[۸] نماز باجماعت کا ترک کرنا منافقین کی علامتوں میں سے اور گمراہی کے اسباب میں سے ہے، عبد اللہ بن مسعود [رضی اللہ عنہ] کا قول ہے کہ ہم نے آپس میں دیکھا کہ نماز سے صرف وہی منافق پیچھے رہا کرتا تھا جس کا نفاق معروف و مشہور ہوتا یا کوئی میریض ہوتا اور اگر میریض کسی چیز کے سہارے چل کر آسکتا تھا تو وہ آتا تھا، اور انہوں نے کہا کہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے ہم کو ہدایت کے طریقے بتائے اور ہدایت کے طریقوں میں سے اس مسجد میں نماز پڑھنا ہے جس میں اذان دی جاتی ہو اور ایک روایت میں یوں ہے کہ عبد اللہ نے کہا جو اس بات سے خوش ہوتا ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کل [بروز قیامت] اسلام کی حالت میں ملاقات کرے وہ ان نمازوں کو اس جگہ ادا کرے جہاں اذان دی جاتی ہے [یعنی مسجد]، اللہ نے اپنے نبی کے لئے ہدایت کے طریقوں کو مشرع کیا ہے [شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۶۲/۵]

اور یہ ہدایت کے طریقوں میں سے ہے، اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز ادا

کرنے لگ جاؤ جس طرح یہ پیچھے رہنے والا شخص اپنے گھر میں ادا کرتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دو گے، اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دیا تو تم گمراہ ہو جاؤ گے [ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ اگر تم نے اپنے نبی کی سنت ترک کر دی تو تم کفر کر بیٹھو گے علامہ البانی نے صحیح سنن ابوداؤد میں کہا کہ ] [الصلتم] وابی روایت ہی محفوظ ہے]

اور جو بھی نمازی اچھی طرح سے وضو کرتا ہے اور ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کو آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدله ایک نیسی لکھتا ہے جسے وہ چل کر آتا ہے اور ہر قدم کے بدله ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے اور ہم نے دیکھا کہ منافق [جس کا نفاق معروف ہو] اس سے پیچھے رہتا تھا اور ایک یہاں شخص لوگوں کے سہارے لایا جاتا اور [صف] جماعت میں کھڑا کر دیا جاتا [مسلم: حدیث: ۶۵۳]

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت سے پیچھے رہنا ان منافقین کی علامتوں میں سے ہے جن کا نفاق معلوم ہوا اور نفاق کی علامتوں کا اطلاق مستحب کو ترک کرنے اور مکروہ کے کرنے سے نہیں ہوا کرتا اور یہ متفق ہے کہ جو شخص

حدیث میں نفاق کی علامتوں کو تلاش کرے گا اسے یہ حاصل ہو جائیں گی وہ  
یہ ہے کہ علماتِ نفاق کا اطلاق کسی فریضہ کے ترک کرنے یا کسی حرام امر کو  
انجام دینے پر ہوتا ہے [کتاب الصلاۃ لابن القیم ص ۷۷]

ان تمام روایات میں جماعت والی بات کی تاکید کی گئی ہے اور اس کی خاطر  
حاضر ہونے میں جو مشقت ہے، اس کو جھیلنے کا بیان ہے اور اس بات کا پیان  
ہے کہ اگر مریض وغیرہ کے لئے جماعت میں حاضر ہونا ناممکن ہو تو ان کا  
جماعت میں حاضری دینا مستحب ہے [شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۶۲/۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے  
ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ منافقین کی کچھ علامتیں ہیں جن سے وہ پہچانے  
جاتے ہیں: ان کی مبارکبادی لعنت ہے اور ان کا کھانا لوٹ کھوٹ کا ہوتا  
ہے اور ان کا مال غنیمت خیانت کا ہوا کرتا ہے اور وہ مسجدوں میں ناغہ کر کے  
حاضر ہوتے ہیں، اور نماز کے لئے تاخیر سے اتراتے ہوئے پہنچتے ہیں ان  
سے کوئی مانوس نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی سے مانوس ہوتے ہیں راتوں کو لمبی

نیندیں مارتے ہیں اور دن کے اوقات میں شور و غونے کرتے ہیں اور ایک روایت میں [سخب کا لفظ] ہے کہ دن میں شور و ہنگامے کرتے ہیں [احمد بن المسد ۲۹۳ / علامہ احمد محمد شاکر نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے] [شرح مندا احمد ۱۵۰ اور ۱۵۵ حدیث: ۷۹۱۳]

عبداللہ بن عمر [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم جب عشاء اور فجر کی نماز میں آدمی کو غائب پاتے تو اس کے تعلق سے بدظن ہو جاتے تھے [مصنف ابن ابی شیعہ ۱/۱۳۳۲، لمجمع الکبیر للطبرانی ۲۷۱/۱۲ حدیث: ۱۳۰۸۵، البر ارللطبرانی مختصر زوائد مندا البر ارعلی الکتب السنتة و مندا ابن حجر: ۱/۱۲۲۸، امام بشیعی نے مجمع الزوائد ۱/۲۰ میں کہا ہے کہ [رواہ الطبرانی فی الکبیر والبر ار، وروایات الطبرانی موثقون]] اور انھیں سے ایک روایت ہے کہ جب ہم آدمی کو صبح کی نماز میں گم پاتے تو ہم اس سے بدظن ہو جایا کرتے تھے [البر ارللطبرانی مختصر زوائد مندا البر ارعلی الکتب السنتة و مندا ابن حجر: ۱/۲۲۸ حدیث: ۱۳۰۲، ابن حجر نے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے اور بشیعی نے مجمع الزوائد ۱/۲۰ میں کہا کہ اس کی روایت بزارنے کی ہے اور اس کے رواۃ شفہیں ہیں]

[۹] نماز با جماعت چھوڑنے والے کو یہ وعدہ ہے کہ اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی

عبداللہ بن عباس [رضی اللہ عنہ] اور عبد اللہ بن عمر [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو آپ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنा [شرح السندی علی سنن ابن ماجہ ۲۳۶] کہ لوگ اپنی جماعتوں کو چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر مہر لگادے گا پھر وہ غفلت بر تین والوں میں سے ہو جائیں گے [ابن ماجہ: حدیث: ۹۳] البانی نے صحیح سنن ابن ماجہ [۱/۱۳۲] میں صحیح کہا ہے اور یہ حدیث صحیح مسلم [حدیث: ۸۶۵] میں الجماعات کے لفظ سے وارد ہے اور یہ دھمکی کسی عظیم واجب کے ترک کرنے پر ہی ہو سکتی ہے۔

[۱۰] شیطان ایسے لوگوں پر غالب آ جاتا ہے جن کے درمیان جماعت قائم نہیں کی جاتی۔

ابوالدرداءؑ کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی گاؤں یا آبادی جہاں تین لوگ بستے ہوں اور وہاں نماز جماعت کے ساتھ [عون المعبود شرح سنن ابو داود للعظمیم آبادی

[۲۵۱] قائم نبیں کی جاتی تو شیطان ان کے اوپر حاوی و مسلط ہو جاتا ہے  
 [عون المعبود شرح سنن ابو داؤد للعظیم آبادی ۲۵۱/۲] لہذا تمہارے اوپر جماعت کا  
 پکڑے رہنا لازمی ہے، یقیناً بھیڑ یا ریوڑ سے بچھڑی ہوتی بکری کو ہی کھاتا  
 ہے [عون المعبود ۲۵۱/۲]

زاندہ فرماتے ہیں کہ سائب نے کہا کہ جماعت سے مراد با جماعت نماز ہے  
 [ابوداؤد: حدیث: ۵۷۴، سنن نسائی: حدیث: ۸۳۷، مسند احمد ۶/۲۳۶ حاکم نے اسے  
 روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے [۱/۲۳۶] میں ان کی موافقت کی  
 ہے اور علامہ البانی نے صحیح سنن ابو داؤد [۱/۱۰۹] اور صحیح سنن نسائی [۱۱/۱۸۲] میں اسے  
 حسن قرار دیا ہے]

یقیناً نبی ﷺ نے اس جماعت کے ترک کر دینے پر انکے اوپر  
 شیطان کے غالب آجائے کی بات کہی ہے جس کا شعار اذان اور اقامت  
 نماز ہے اور اگر جماعت مندوب ہوتی اور آدمی کو اس کے قائم کرنے اور قائم  
 نہ کرنے میں اختیار دیا گیا ہوتا تو شیطان اس کے تارک اور اس کے شعار  
 کے تارک پر غالب نہ آتا کتاب الصلاۃ لابن القیم ص ۸۰]

[۱۱] اذان کے بعد باجماعت نماز ادا کرنے سے پہلے مسجد سے نکلنے کے حرام ہونے کا بیان ۔

ابو اشعاہ کی حدیث ہے کہ ہم مسجد میں ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ موذن نے اذان کی تو ایک آدمی مسجد سے جانے لگا تو ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] اس کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا تو ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] نے کہا کہ اس شخص نے ابوالقاسم کی مخالفت کی [مسلم: حدیث: ۶۵۵] ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] نے اس کو اذان کے بعد اس کے نکلنے پر اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کا نافرمان قرار دیا کیونکہ اس نے نماز باجماعت ترک کر دی [کتاب الصلاۃ لابن القیم ص ۸۱]

امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس روایت میں اذان کے بعد نماز باجماعت ہونے تک بغیر کسی عذر کے مسجد سے نکلنے کی کراہیت کا بیان ہے واللہ اعلم [شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۶۳/۵]

یہ ممانعت واضح طور پر آئی ہے، ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے ہم کو حکم دیا کہ جب تم مسجد میں ہو اور نماز کے

لئے اذان کہی جا چکی ہو تو تم میں سے کوئی شخص نہ نکلے یہاں تک کہ نماز پڑھ لے [مسند احمد ۵۲۷/۲ بیشنسی نے مجمع الزوائد ۵/۲] میں کہا ہے کہ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رواثۃ صحیح کے رواثۃ ہیں]

انہیں سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد کی اذان سن لینے کے بعد بغیر کسی عذر کے وہی شخص نکلتا ہے اور واپس نہیں آتا ہے جو منافق ہوتا ہے [طبرانی نے اسے الاوسط] مجمع البحرین ۲/۲۲ حدیث: ۶۳۳] میں روایت کیا ہے اور بیشنسی نے مجمع الزوائد ۵/۲] میں کہا ہے کہ اس کی روایت طبرانی نے الاوسط میں کی ہے اور اس کے رواثۃ صحیح کے رواثۃ ہیں]

میں نے اپنے شیخ امام عبدالعزیز بن بازؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ: جس مسجد میں اذان دی جا چکی ہو اس سے نکلنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی عذر ہو جیسے وہ وضو کرنا چاہتا ہو یا کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنا چاہتا ہو.

میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ عمل نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ اور ان کے بعد کے اہل علم کا عمل ہے کہ اذان ہو جانے کے بعد کوئی شخص مسجد سے نہ نکلے مگر یہ کہ کوئی عذر ہو یا وہ باوضونہ ہو یا کوئی بہت ہی ضروری کام ہو

[سنن ترمذی: ۲۰۲۳: نمبر کی حدیث کے بعد]

علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ نے ذکر کیا ہے کہ: حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس مسجد میں اذان دی جا چکی ہو اس مسجد سے نکانا جائز ہے مگر کسی ضرورت کے پیش نظر جیسے کہ وہ جنابت کی حالت میں ہو یا اسے حدث اصغر لاحق ہو یا اسے نکیر آئی ہوئی ہو یا اس جیسا کوئی اور معاملہ ہو، اسی طرح جو کسی دوسری مسجد کا امام وغیرہ ہو [تحفۃ الاحوڑی شرح جامع الترمذی للبارکفوری ۲/ ۴۰۷]

[۱۲] مسجد میں نماز باجماعت کے لئے نبی ﷺ کی تحقیق کرنا [جاہزہ لینا] نماز باجماعت کے وجوب پر دلالت کرتا ہے.

ابی بن کعب [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم کو ایک روز صحیح کی نماز پڑھائی، آپ نے پوچھا کیا فلاں موجود ہے؟ صحابہ نے کہا نہیں آپ نے پوچھا کہ کیا فلاں موجود ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں نمازوں میں [اعشاء اور فجر] کی نماز [منافقوں کے اوپر گراں گزرتی ہیں اور اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ ان دونوں میں کیا

ہے [کیا ثواب ہے] تو تم ان دونوں نمازوں میں ضرور حاضری دو گے اگرچہ تمہیں سرین کے بل گھست کر آنا پڑے اور پہلی صاف فرشتوں کی صف کی مانند ہے اور اگر تم کو اس کی فضیلت معلوم ہو جائے تو تم اس کے لئے جلدی کرو گے اور آدمی کی نماز آدمی کے ساتھ [باجماعت] اس کے اپنی تنہ نماز سے بہت بہتر ہے اور اس کی نمازوں دو آدمیوں کے ساتھ اکیلے ایک آدمی کی نماز سے افضل ہے اور جس طرح لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگی وہ اللہ کے نزدیک محبوب ہو گا [سنن ابو داؤد: حدیث: ۵۵۳: سنن نسائی: حدیث: ۸۲۳: علامہ البانی نے صحیح سنن ابو داؤد / ۱۰/ ۱۱۰ میں اور صحیح سنن نسائی / ۱/ ۱۸۳ میں اسے حسن کہا ہے]

[۱۳] نماز باجماعت کے وجوب پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

امام ابن القیمؒ نے نماز باجماعت کے وجوب پر صحابہ کرام کے اجماع کو نقل کیا ہے اور اس تعلق سے ان کے دلائل بیان کئے ہیں فرماتے ہیں یہ صحابہ کی وضاحتیں ہیں جو انتہائی معروف و مشہور ہیں اور کسی بھی صحابی سے اس کے برعکس مروی نہیں ہے اور یہ سارے آثار بذات خود مسئلہ کی دلیل ہیں کہ اگر صرف یہی ایک اثر وارد ہوتا پھر بھی کافی ہوتا چہ جائیکہ اس سلسلے میں اتنے

آثار اور دلائل وارد ہیں جن سے ایک دوسرے کی تقویت ہو رہی ہے اور مدد صرف اللہ سے مانگی جاتی ہے [کتاب الصلاۃ ص ۸۱، ۸۲] امام ترمذی فرماتے ہیں: بہت سارے صحابہ کا قول ہے کہ جو شخص اذان سن کر مسجد نہ آئے اس کی نماز نہیں ہوتی [سنن ترمذی: حدیث: ۲۱۷]

اور کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ بات بطور حکمی اور سختی کے ہے اور بغیر کسی عذر کے جماعت کو ترک کر دینے میں کسی کے لئے کوئی رخصت نہیں ہے [سنن ترمذی: حدیث: ۲۱۷]

مجاہد فرماتے ہیں کہ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو نماز پڑھتا ہے اور جمعہ اور جماعت میں حاضر نہیں ہوتا؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ دو زندگی ہے [سنن ترمذی: حدیث: ۲۱۸] علامہ احمد محمد شاکر نے سنن ترمذی [۱/ ۳۲۲] میں حاشیہ چڑھاتے وقت یہ بات کہی کہ اس کی سند صحیح ہے یہ حدیث اگرچہ ظاہری اعتبار سے ابن عباس سے موقوفاً مروی ہے مگر حکم کے اعتبار سے مرفوع ہے کیونکہ ان جیسی چیزوں کی معرفت رائے سے نہیں ہو سکتی ۲

امام ترمذیؓ فرماتے ہیں اور حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جماعت اور جمعہ سے اعراض کرتے ہوئے، اس کے حق کو معمولی جانتے ہوئے اور اس سے سستی برتبتے ہوئے ان میں حاضر نہیں ہوتا [سنن ترمذی: حدیث: ۲۲۲]

## تیسرا بحث: نماز با جماعت کے فوائد

نماز با جماعت بہت سارے فوائد، عظیم خوبیوں اور متعدد منافع کوشامل ہے، اور یہ فوائد حکمتیں اس بات کی متقاضی ہیں کہ نماز با جماعت فرض عین ہے، چند فوائد کا تذکرہ ذیل میں کیا جا رہا ہے:

[۱] اللہ تعالیٰ نے کچھ متعینہ اوقات میں اس امت کے لئے اجتماع کو مشروع کیا ہے ان میں سے کچھ اجتماعات تو روزانہ ہوتے ہیں مثلًا پنجوقتہ نمازیں، اور ان میں سے کچھ اجتماعات ہفتہ میں ہوتے ہیں اور وہ جمعہ کی نماز ہے، اور کچھ اجتماعات سالانہ ہوا کرتے ہیں اور وہ عیدین کی نمازیں ہیں جو ہر شہر والوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہے، اور کوئی اجتماع تو سال میں ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے اور وہ وقوف عرفہ ہے، اس اجتماع میں باہمی ملاقات، احسان [حسن سلوک]، نرمی و رعایت، دلوں کی پاکی و صفائی اور قول و عمل کے ذریعہ دعوت الی اللہ کا موقع ہاتھ آتا ہے۔

[۲] اس میں اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہے تاکہ ثواب حاصل کیا جائے اور عقاب سے محفوظ رہا جا سکے اور اس کی رحمتوں کا سوال کیا جائے۔

[۳] آپس میں ایک دوسرے کے احوال سے واقفیت ہوتی ہے اور باہمی الفت و محبت پیدا ہوتی ہے، لوگ آپس میں مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، جنازہ کے پیچھے چلتے ہیں، مصیبت زدگان کی مدد کرتے ہیں اور ضرورت مندوں کی اعانت کرتے ہیں اور لوگوں کی اس آپسی ملاقات سے محبت اور الفت کی فضاضروان پاتی ہے۔

[۴] اس اجتماع سے باہمی تعارف ہوتا ہے کیونکہ لوگ جب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو تعارف ہوتا ہے اور بسا اوقات تعارف سے کچھ قربی لوگوں کی جانکاری ملتی ہے نتیجہ اس کی صدر حرمی قرابت کے اعتبار سے بڑھ جاتی ہے اور کبھی کبھی پر دیسی [مسافر] دیارِ غیر میں پہچان لیا جاتا ہے اور لوگ اس کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

[۵] اس اجتماع میں اسلام کے عظیم شعائر میں سے ایک شعار کا اظہار ہوتا ہے، اس لئے کہ اگر کبھی اپنے گھروں ہی میں نماز ادا کرنے لگ جائیں تو شاید کسی کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ نماز کوئی اہم چیز ہے۔

[۶] اس اجتماع میں مسلمانوں کے غلبہ کا اظہار ہوتا ہے، اس لئے کہ لوگ ایک ہی ساتھ مسجدوں میں داخل ہوتے ہیں اور ایک ہی ساتھ نکلتے ہیں تو اس سے اہل نفاق و کفر غضبناک ہوتے ہیں اور اس میں ان کی مشابہت اختیار کرنے اور ان کے طریقہ کی پیروی کرنے سے دوری پائی جاتی ہے۔

[۷] جاہل کو تعلیم دلانا؛ اس لئے کہ بہت سارے لوگ جماعت والی [جہری] نمازوں میں نماز کی مشروع چیزوں کو سیکھتے ہیں، اور جہری نمازوں میں قراتب کو سنتے ہیں تو مستفید ہوتے ہیں اور سیکھتے ہیں اور نماز کے بعد کے اذکار کو سنتے ہیں تو اسے یاد کرتے ہیں اور امام کی اقتدا کرتے ہیں اور اپنے ساتھ میں نماز پڑھنے والے کی اقتدا کرتے

ہیں اور اپنے سامنے والے کی اقتدا کرتے ہیں اس طرح سے نہ جانے والا جانے والے سے سیکھتا ہے۔

[۸] جماعت سے پیچھے رہ جانے والے کو جماعت کے فضائل کی یاد دہانی کرائے اس کی ہمت افزائی کرنا، اسے نصیحت و توجیہ کرنا اور جماعت کے لئے آنے پر حاصل ہونے والی مشقتوں پر حق اور صبر کی وصیت کرنا۔

[۹] امت اسلامیہ کو اجتماع و اتحاد کا عادی بنانا؛ پس امت اسلامیہ ولی امر کی اطاعت پر متفق ہے اور نماز با جماعت ایک ہلکی ولایت ہے اس لئے کہ وہ ایک امام کی پیروی کرتے ہوئے مکمل طرح سے اس کی اتباع کرتے ہیں جس سے اسلام کے عام نظریہ کی تشكیل ہوتی ہے۔

[۱۰] انسانی نفس کو صبر کا عادی بنانا: اس لئے کہ جب وہ امام کی متابعت کرے گا تو اس کے دل میں گھمنڈنہ ہو گا اور وہ اس سے آگے پیچھے نہ ہو گا اور نہ ہی اس کی موافقت کرے گا اور اس سے وہ صبر و ضبط کا عادی

بن جائے گا۔

[۱۱] مسلمان کا اپنے آپ کو جہاد کی قطار میں کھڑے ہوئے تصور کرنا : جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفَا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾ [القاف: ۲۷]

ترجمہ: پیشک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسے پلائی ہوئی عمارت ہیں لہذا یہ لوگ جو کہ جہاد میں ایک ہی صفت میں کھڑے ہوئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ جب یہ پنجوقتہ نمازوں میں اس طرح کھڑے ہونے کے عادی بن جائیں گے تو یہی چیز جہاد کی صفت میں ان کے اپنے قائد کی پیروی کرنے کا وسیلہ بن جائے گی اور وہ اس کے احکام سے آگے اور پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

[۱۲] مسلمانوں کا مساوات اور اجتماعی گروہ بندیوں کے خاتمه کا احساس کرنا؛

اس لئے کہ وہ مسجد میں اکٹھا ہوتے ہیں لوگوں میں سب سے مالدار شخص سب سے فقیر آدمی کے پہلو میں اور امیر مامور کے پہلو میں اور حاکم مکوم کے پہلو میں اور چھوٹا بڑے کے پہلو میں اور اسی طرح لوگ پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں، اور ان کو یہ احساس ہونے لگ جاتا ہے کہ یہ سب برابر ہیں اور اس تصور سے الفت پیدا ہوتی ہے، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں سیدھی کرنے کا حکم دیا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: تم جدا جدا نہ رہو کیوں کہ اس سے تمہارے دل جدا ہو جائیں گے

[مسلم: حدیث: ۳۳۲]

[۱۳] فقیروں اور بیماروں اور نماز سے پچھے رہ جانے والوں کے حالات کا جائزہ لینا؛

لوگ جب انسان کو بوسیدہ لباس پہنے ہوئے دیکھیں گے اور وہ یہ دیکھیں گے کہ اس پر بھوک کی علامات نمایاں ہیں تو اس پر ترس کھا کر احسان کریں گے، اور اگر ان میں سے کوئی جماعت سے پچھے رہ گیا تو پتہ چلے

گا کہ وہ بیمار ہے یا نافرمان ہے لہذا وہ نصیحت کریں گے، اس طرح نیکی اور تقویٰ کے امور پر تعاون پایا جائے گا، حق کی وصیت ہو گی، معروف کا حکم دیا جائے گا اور منکر سے روکا جائے گا

[۱۳] امت کے آخری ادوار میں آنے والوں کو اولین امت کے کردار کی جانکاری دلانا؛

اس لئے کہ صحابہ کرام رسول کی پیروی کرتے تھے، امام احساس کرتا ہے کہ وہ رسول کی جگہ میں ہے اور مقتدی محسوس کرتا ہے کہ وہ صحابہ کی جگہ میں ہے اور اس سے امت کے [افراد] نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] اور آپ کے صحابہ کی پیروی کے حریص ہونے لگ جاتے ہیں۔

[۱۵] اللہ کی برکتوں کے نزول کے اسباب کی تلاش میں مسلمانوں کا مسجد میں جمع ہونا۔

[۱۶] مسلمان کا حوصلہ دو بالا ہو جاتا ہے اور عبادت کے اندر حوصلہ مندوں کا مشاہدہ کرتے وقت اس کا عمل افزوں ہو جاتا ہے اور یہ

جماعت کا ایک بڑا فائدہ ہے۔

[۱۷] نیکیاں بڑھ جاتی ہیں اور ثواب عظیم ہو جاتا ہے۔

[۱۸] قول عمل کے ذریعہ اللہ عزوجل کی دعوت دینا اس کے علاوہ بے شمار فوائد ہیں [حاشیۃ الروض المریع لعبد الرحمن بن قاسم ۲۵۵، الاحکام شرح اصول الاحکام لابن قاسم ۳۲۰، مجموع فتاویٰ بن باز ۱۹/۲۰ تا ۲۱، الشرح المجمع لابن عثیمین ۱۹۵۲/۲، صلاۃ الجماعتہ

للاستاذ غانم السد لان ص ۲۳]

[۱۹] متعینہ اوقات میں مسلمانوں کے اکٹھا ہونے سے اوقات کی پابندی کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے۔

## چوتھا مبحث: نماز بآجماعت کی فضیلت

نماز بآجماعت کے بہت سارے فضائل ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے نمازی کو جماعت سے نماز پڑھنے کی وجہ سے اکیلے نماز پڑھنے والے کے مقابلے ۲۷ گنا اجر زیادہ حاصل ہوتا ہے [نیل الاؤ طار للشوکانی ۲/۳۷۷، بل السلام للصناعی ۳/۶۷]

عبداللہ بن عمر [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: نماز بآجماعت تہنا نماز پر ۲۷ درجہ بھاری ہے اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جانے والی نماز کا ثواب اکیلے ادا کی جانے والی نماز کے ثواب سے ۲۷ گنا زیادہ ہے اور اسی روایت کے کچھ الفاظ میں یوں ہے کہ آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب اس کے تہنا نماز پڑھنے کے ثواب سے ۲۷ گنا زیادہ ہے [بخاری: حدیث: ۱۲۵، مسلم: حدیث: ۲۵۰] ابوسعید خدری [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے ہوئے سنا کہ جماعت کی نماز (کا ثواب) تہنماز سے ۲۵ گنازیادہ

ہے [بخاری: حدیث: ۶۳۶]

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تمام لوگوں کے ساتھ ادا کی جانے والی نماز کا ثواب تہنماز سے ۲۵ گنازیادہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] فرماتے ہیں اگر تم چاہو تو پڑھو ﴿وَقُرْآنَ  
الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَسْهُودًا﴾ [اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی  
یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے [الاسراء: ۸۷] دوسرے  
الفاظ میں ہے کہ ۲۵ گنازاً مکد ہے۔

[بخاری: حدیث: ۶۳۸، مسلم: حدیث: ۶۳۹] روایات میں وارد شده الفاظ [جزا اور درجہ] ہم معنی ہیں [شرح النووی علی صحیح مسلم / ۱۵۸، بل السلام للصعافی / ۳/۶۶]  
ان روایات کے درمیان تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ ۲۵ گنا والی روایت  
میں اس فضیلت کا ذکر ہے جو تہنماز پڑھنے اور جماعت کے ساتھ نماز

پڑھنے کے درمیان ہے اور وہ فضیلت ۲۵ گنا والی روایت میں اس فضیلت کا ذکر ہے جو تنہا نماز پڑھنے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے درمیان، اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے [تیوں کے مجموعہ] کی ہے ، اس طرح یہ مجموعہ ۲۷ ہوا [فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۲۲۳، ۲۲۲/۲۲۳]

اور امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات کے بیچ تطیق تین طرح سے دی جاسکتی ہے:

[۱] ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ان کے درمیان اصلاً کوئی اختلاف ہی نہیں ہے، کیونکہ قلت کے ذکر سے کثرت کی نفی لازم نہیں آتی اور اصولیوں کے نزد یک عدد کا مفہوم باطل ہے۔

[۲] یہ کہ آپ نے پہلے تھوڑے کی خبر دی ہو پھر آپ نے اسے بھی بتا دیا ہو۔

[۳] نماز کے کمال، مکمل طور پر اس کی بیعت پر پابندی کرنے، اس میں خشوع و خضوع برتنے، جماعت میں تعداد کے زیادہ ہونے، خود نمازوں کی

فضیلت اور جگہ کے شرف اور ان جیسی دیگر چیزوں کے اعتبار سے یہ ثواب بدلتا رہتا ہے، یعنی نماز اور نمازوں کے احوال کے اعتبار سے یہ [ثواب] بدلتا رہتا ہے، ان میں سے بعض کو ۲۵ گنا اور ان میں سے بعض کو ۲۷ گنا ثواب حاصل ہوتا ہے یہ قابلِ اعتماد جوابات ہیں [شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، نیل الاوطار لشکرانی ۳۳۶/۲] اور میں نے اپنے شیخ امام عبدالعزیز بن بازرگو فرماتے ہوئے سنائے کہ یہ تفاوت [اجرو ثواب کا اختلاف] ناقص کے نزول کے بعد ہی زائد کے نزول ہونے کی بنا پر ہے پہلے آپ نے ۲۵ گنا بتایا پھر آپ نے ۲۷ گنا بتایا واللہ اعلم [میں نے یہ بات اپنے شیخ [ابن باز] سے بلوغ المرام کی حدیث نمبر ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳ اور ۳۲۴ کی شرح کرتے وقت سنی اور شیخ نے فتح الباری ۱۳۲/۲] میں موجود حافظ بن حجر کی تطہیق کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ: یہ ترجیح محل نظر ہے ظاہری بات یہ ہے کہ پانچوں نمازوں کے حق میں احادیث عام ہیں اور یہ نماز باجماعت میں حاضر ہونے والوں کے اوپر اللہ کا افضل و کرم ہے [واللہ اعلم]

اور کچھ [قاتلین] حضرات نے یہاں سے دلیل اخذ کی ہے کہ ان احادیث کی بنا پر نماز باجماعت واجب نہیں اور افضلیت کا صبغہ اصل فضیلت کے

اندر اشتراک پر دلالت کرتا ہے [شرح النووی علی صحیح مسلم / ۵/۱۸۵] میں نے امام عبدالعزیز بن عبد اللہ بن بازؓ کو کہتے ہوئے سنائے کہ یہ احادیث جماعت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور اس فضیلت سے عدم وجوب لازم نہیں آتا لہذا نماز با جماعت واجب اور باعث فضیلت ہے اور فضیلت اور وجوب کے مابین کوئی مناقفات نہیں اور جس نے اس کو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھا تو اس کی نماز راجح قول کے مطابق صحیح ہے اور وہ گنہ گار ہو گا [میں نے اپنے شیخ سے بلوغ المرام کی حدیث نمبر: ۳۲۲، ۳۲۱ اور ۳۲۳ کی شرح کرتے وقت یہ بات سنی]

اور جس منفرد کو نماز با جماعت کا ثواب حاصل نہیں ہوتا وہ معذور کے علاوہ ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے ہاں اگر اس کی عادت یہ رہی ہو کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا رہا ہے، اسے کسی غدر نے روک دیا ہو جیسے یماری یا سفر یا جس [رکاوٹ] یا اس کے لئے جماعت میں حاضر ہونا شاق ہو رہا ہو اور اللہ کو یہ علم ہے کہ اگر وہ نماز با جماعت پر قادر ہوتا تو اسے ترک نہ کرتا تو اسے کامل اجر ملے گا؛ اس لئے کہ جس کا کسی کام پر عزم رائج ہوا اور اپنی طاقت

کے مطابق اسے انجام دیا تو وہ کرنے والے کے ہم رتبہ ہوا] فتاویٰ شیخ الاسلام

ابن تیمیہ ۲۳۶/۲۳

اس لئے کہ ابو بردہ [رضی اللہ عنہ] ابو موسیٰ [رضی اللہ عنہ] سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: بندہ جب یمار ہو یا سفر پر ہو تو اس کے لئے وہ اجر لکھا جاتا ہے جسے وہ تندرسی اور اقامت کی حالت میں انجام دیا

کرتا تھا] بخاری: حدیث: ۲۹۹۶

[۲] جماعت سے نماز ادا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شیطان سے حفاظت فرماتا ہے.

معاذ بن جبل [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے جسے وہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں کہ بکریوں کے بھیڑیے کی طرح شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، یہ بکریوں کا بھیڑیا ریوڑ سے الگ تھلگ رہنے والی بکری کو پکڑتا ہے، گروہ بندیوں سے بچو اور عام جماعت کو لازم پکڑ لو [مند احمد ۵/۲۲۳ مندرجہ بلوغ الامانی من فتح الربانی ۱۷۶/۵] کہتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے]

اور ابوالدرداء [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول

[صلی اللہ علیہ وسلم] کو فرماتے ہوئے سنا: جس کسی دیہات یا گاؤں میں موجود تین لوگوں کے بیچ جماعت قائم نہیں کی جاتی تو شیطان ان کے اوپر غالب آ جاتا ہے، لہذا جماعت کو اختیار کرنا تمہارے اوپر لازمی ہے کیونکہ بھیڑ یا ریوڑ سے دور رہنے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔

[ابوداؤد: حدیث: ۵۲۷، نسائی: حدیث: ۸۲۷، مندرجہ ۶/۳۳۶]

[۳] نماز باجماعت کا اجر نماز یوں کی تعداد کے اعتبار سے بڑھتا رہتا ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آدمی کی نماز آدمی کے ساتھ اس کی اپنی تہا نماز سے بہت پا کیزہ ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اس کی نماز اس کے ایک آدمی کے ساتھ نماز سے زیادہ بہتر ہے اور جس جماعت میں لوگ جتنے زیادہ ہوں وہ جماعت اللہ عزوجل کے نزد یک زیادہ محبوب ہے [ابوداؤد: حدیث: ۵۵۳، نسائی: حدیث: ۸۲۳]

یہ حدیث فسادات سے مامون رہنے اور مصلحتوں کے فوت نہ ہونے کے ساتھ ساتھ نماز باجماعت کی ترغیب دلاتی ہے۔

[۴] دوزخ اور نفاق سے اس شخص کی برات جس نے اللہ کے لئے تکبیر

اولیٰ [تحریمہ] کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی۔

انس [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ جس نے تکبیر اویٰ [تحریمہ] کو پاتے ہوئے چالیس روز تک اللہ کے واسطے نماز باجماعت پڑھی اس کے لئے دو آزادیاں لکھ دی جاتی ہیں دوزخ سے آزادی اور نفاق سے آزادی [ترمذی: حدیث: ۲۳۱؛ علامہ البانی نے سلسلة الاحادیث الصحیحہ [حدیث نمبر: ۲۶۵۲ اور حدیث نمبر: ۱۹۷۹] میں اس روایت کو حسن قرار دیا ہے]

اس حدیث میں نماز میں اخلاص کی فضیلت کا ذکر ہے اس لئے کہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کا قول ہے کہ جس نے اللہ کے لئے پڑھی براءۃ من النار کا مطلب ہے کہ اس سے چھٹکارا اور آزادی ہے اور اس کے لئے نفاق سے براءت لکھ دی جاتی ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کو دنیا میں اس چیز سے محفوظ رکھتا ہے کہ وہ منافق جیسا عمل کرے اور اسے مخلصین کے عمل کی توفیق دے دیتا ہے اور آخرت میں اس کو ان سزاویں سے محفوظ رکھے گا جن سے منافقین دو چار ہوں گے اور یہ اس کے لئے گواہ ہوگا کہ یہ منافق نہیں مطلب یہ ہے کہ منافق

جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی بر تھے ہیں اور اس کا حال ان لوگوں کے برعکس ہے [تحفۃ الاحوزی شرح جامع الترمذی للمنبار کفوری ۲/۸۵]

[۵] جس نے صبح [فجر] کی نماز با جماعت ادا کی تو وہ شام [رات] ہونے تک اللہ تعالیٰ کی ضمانت اور اس کی امان میں ہوتا ہے۔

جندب بن عبد اللہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو وہ اللہ کی نگہ داشت میں ہوتا ہے [شرح النووی علی صحیح مسلم ۵/۱۶۸]

لہذا تم میں سے کوئی بھی شخص کسی کے تعلق سے اللہ کی نگہ داشت سے تعریض نہ کرے؛ تم میں سے جو بھی اس کی ذمہ داری سے تعریض کرے گا وہ اس کو پکڑ لے گا پھر وہ اس کو منہ کے بل دوزخ میں ڈال دے گا [مسلم: حدیث: ۷۵]

اس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو وہ اللہ کی امان اور اس کی پناہ میں ہوتا ہے، اس نے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے پناہ دے دی، لہذا کسی کے لئے غیر موزوں

ہے کہ وہ اسے کوئی ضرر اور تکلیف پہونچائے، جس نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے حق کا مطالبہ کرے گا، اور جس سے وہ مطالبہ کر لے تو وہ کوئی جائے پناہ اور جائے فرانہیں پاسکتا اور یہ اس شخص کے حق میں سخت ترین وعید ہے جو نمازیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے اور اس میں صبح کی نماز میں حاضر ہی کی ترغیب ہے۔

کچھ احادیث میں حصر کے ساتھ صبح فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے متعلق یہ حدیث وارد ہے [الترغیب والترہیب للمنذری / ۳۶۵ حدیث: ۴۲۷]، صحیح الترغیب والترہیب للا البانی / ۰۱/۰۷، مجمع الزوائد للبهشی / ۲/۳۸، صحیح البخاری / ۰۱/۰۷، صحیح مسلم / ۰۱/۰۷، جمیع احادیث محدثین میں مذکور ہے۔ جس نے نماز فجر جماعت کے ساتھ پڑھی پھر طلوع آفتاب تک اللہ کا ذکر کرتا رہا تو اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہے۔

انس [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس نے جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی پھر اللہ کے ذکر میں لگ گیا یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا پھر اس نے دور کعت نماز پڑھی تو اس کے لئے ایک حج اور

ایک عمرہ کے ثواب کی مانند ہے [ترمذی: حدیث: ۵۸۶] علامہ البائی نے صحیح سنن ترمذی [۱/۱۸۱] میں اسے حسن قرار دیا ہے اور شیخ ابن باز کثرت اسناد کی بنا پر اس کو حسن قرار دیتے تھے]

[۷] جماعت کے ساتھ عشاء اور فجر کی نماز ادا کرنے کی فضیلت.

عثمان بن عفان [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے نصف شب کا قیام کیا اور جس نے صحیح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے پوری شب قیام کیا [مسلم: حدیث: ۲۵۶]

ایک قول کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے صحیح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور اس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی تھی تو اس نے گویا پوری رات کا قیام کیا اور اس قول پر ابو داؤد کی روایت دلالت کرتی ہے کہ جس نے عشاء کی نماز باجماعت پڑھی تو نصف شب تک قیام کرنے والے کی مانند ہے اور جس نے عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو وہ ایک رات کا قیام کرنے والے کی مانند نٹھرا

[ابوداؤد: حدیث: ۵۵۵، ترمذی: حدیث: ۲۲۱] میں  
 اس کو صحیح کہا ہے) امام منذری نے یہی قول اختیار کیا ہے اور یہ کہ ان دونوں کو جماعت  
 کے ساتھ ادا کرنا ایک رات کے قیام کی مانند ہوا (محضر سنن ابو داؤد للمنذری ۲۹۳) اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے عشاء کی نماز جماعت کے  
 ساتھ پڑھی تو اس کے لئے نصف رات کے قیام کی مانند اجر ہے اور جس نے  
 فجر کی نماز با جماعت پڑھی تو اس کے لئے پوری رات کے قیام کرنے کی  
 مانند اجر ہے اور یہ اللہ عز و جل کا فضل ہے اور امام ابن خزیمہؓ نے اس قول کی  
 تائید کی ہے، انہوں نے کچھ اس طرح باب باندھا ہے: عشاء اور فجر کی نمازو  
 ں کو با جماعت ادا کرنے کی فضیلت، تفصیل یہ ہے کہ نماز فجر کو با جماعت ادا  
 کرنا عشاء کی نماز کو با جماعت ادا کرنے سے افضل ہے اور اسے با جماعت  
 ادا کرنے کی فضیلت نماز عشاء کو با جماعت ادا کرنے کی دو گنی ہے پھر انہوں  
 نے یہ روایت صحیح مسلم کے الفاظ میں بیان کی ہے [صحیح ابن خزیمہ: ۲/ ۳۶۵]  
 اللہ عز و جل کا فضل وسیع ہے اور یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء اور صحیح کی  
 نماز کے تعلق سے فرمایا ہے اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ان دونوں میں کیا

رکھا ہے تو وہ اس کے لئے آئیں اگر چہ سرین کے بل گھست کر کے ان کو آنا

[بخاری: حدیث: ۶۲۳، مسلم: حدیث: ۲۵۱]

[۸] فجر اور عصر کی نماز میں دن اور رات کے فرشتوں کا اکٹھا ہونا: اس لئے کہ ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: دن اور رات کے فرشتے تمہارے پیچ گشت کرتے رہتے ہیں، فجر اور عصر کی نماز میں یہ فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں، جن فرشتوں نے رات گزاری ہے وہ آسمان پر چڑھتے ہیں اور ان سے ان کا پروردگار سوال کرتا ہے جب کہ وہ ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس سے روانہ ہوئے اس وقت بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے [بخاری: حدیث: ۵۵۵، مسلم: حدیث: ۶۳۲]

امام نوویؒ فرماتے ہیں: [يَعَاقِفُونَ] کا معنی ہے کہ کیکے بعد دیگرے جماعتیں اور گروہ کی صورت میں آتے رہتے ہیں باس طور کہ سرحد کی حفاظت میں

جب کچھ لوگ واپس آ جائیں تو دوسرے لوگ وہاں جائیں، اور جہاں تک فجر اور عصر میں ان کے اکٹھے ہونے کی بات ہے، بندوں کی عبادت کے اوقات میں اور اللہ کی اطاعت کرتے وقت فرشتوں کے ان کے پاس اکٹھا ہونا اور پھر جدا ہونا اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ شفقت اور ان کی عزت افزائی کے طور پر ہے کہ یہ فرشتے ان کے حق میں اس خیر کی گواہی دیتے ہیں جس خیر کا انہوں نے مشاہدہ کیا تھا [شرح النووی علی صحیح مسلم / ۵ / ۱۳۸]

جمہور کا قول ہی راجح معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرشتے نامہ اعمال تحریر کرنے والے ہوتے ہیں کہا گیا ہے کہ احتمال ہے کہ تمام فرشتوں میں سے کچھ فرشتے کچھ لوگوں کے لئے ہوں جو نامہ اعمال تحریر کرنے والوں کے علاوہ ہوں واللہ اعلم [شرح النووی علی صحیح مسلم / ۵ / ۱۳۸]

جریر بن عبد اللہ [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم اپنے پروردگار کا دیدار اسی طرح کرو گے جس

طرح اس چاند کا دیدار کرتے ہو اس کے دیکھنے میں تمہیں کوئی مشقت نہیں ہو رہی ہے، اگر تم آفتاب کے طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے قبل کی نمازوں پر غلبہ حاصل کر لینے کی طاقت رکھتے ہو تو کرو یعنی فجر اور عصر کی نماز پھر جو رینے یا آیت تلاوت کی [وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ] [بخاری: حدیث: ۵۵۳، مسلم: حدیث: ۶۳۳]

جس نے فجر اور عصر کی نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر محافظت بر تی وہ بڑے نصیبوں والا ہے، ابو بکرہ بن عمارہ بن رویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سناؤہ شخص ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا جس نے آفتاب کے طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے سے قبل کی نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر کی نمازوں پر پڑھی [مسلم: حدیث: ۶۳۳]

آپ ارضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دو شھنٹی نمازوں کو پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا

[بخاری: حدیث: ۵۷۲، مسلم: حدیث: ۶۳۵]

دونوں نمازوں سے مراد صحیح [فجر] کی نماز اور عصر کی نماز ہے اور اس کے حق میں سخت ترین وعید آئی ہوئی ہے جس نے عصر کی نماز ترک کر دی یا اس سے فوت ہو گئی، بریدہ [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ آپ نے بدملی والے دن اپنے صحابہ سے فرمایا: عصر کی نماز کو ادا کرنے میں جلدی کرو، نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اس کا عمل باطل ہو گیا

[بخاری: حدیث: ۵۵۳]

عبداللہ بن عمر [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ جس سے عصر کی نماز فوت ہو جاتی ہے تو گویا اس کے اہل و مال چھین لئے گئے [بخاری: حدیث: ۵۵۶، مسلم: حدیث: ۵۳۵]

امام قرطبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کا قول [وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ] رفع کے ساتھ مروی ہے، مطلب ہے کہ کھینچ لیا گیا اور چھین لیا گیا اور نصب کے ساتھ [وَتَرَ] بھی مروی ہے مطلب ہے کہ اس کے مال و اولاد سلب ہو گئے اور حدیث کی تشریع میں کہا گیا ہے کہ یہ اس شخص کی سزا ہے جس نے اول وقت میں اسے

ادا نہیں کیا اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو سورج کے زرد پڑ جانے تک اسے موخر کرتا ہوا اور کہا گیا ہے کہ عصر کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور اس معنی کی بنیاد پر صحیح کی نماز بھی اس میں شامل ہے اور کہا گیا ہے کہ خصوصیت کے ساتھ عصر کو ذکر کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایسی نماز ہے جو لوگوں کی مشغولیت کے وقت میں پڑھی جاتی ہے اور اس بنا پر صحیح کی نماز بدرجہ اولیٰ ہے کیونکہ یہ سونے کے وقت میں پڑھی جاتی ہے اور جہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے عصر کی نماز ترک کر دی تو یقیناً اس کا عمل بر باد ہو گیا تو یہ عصر کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ حکم بھی فرض نمازوں کا ہے ادا کیجئے المفہم لما شکل من تلخیص کتاب مسلم للقرطبی ۲/۲۵۲

[۹] اللہ تعالیٰ باجماعت نماز سے خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ نمازاً سے پسند ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنائے کہ اللہ تعالیٰ کو نماز باجماعت سے تعجب ہوتا ہے । مسند احمد / ۵۰، اتر غیر و اتر ہبیب لمندری علامہ البانی نے صحیح

الترغیب والترہیب [۱۶۳/۱] میں اسے حسن قرار دیا ہے ]  
 اور یہ تعجب اللہ کے شایان شان ہے اور اس میں کوئی مخلوق اس کے مشابہ نہیں  
 اس لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا تعجب اس کی مخلوق کے تعجب کی مانند نہیں ہے  
 ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَئٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوری: ۱۱]  
 ترجمہ: اس کے جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔  
 [۱۰] نماز سے قبل اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنے والا نماز میں ہوتا ہے  
 جب تک کہ وہ اپنی جائے نماز میں رہتا ہے۔

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 بندہ برابر نماز میں رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنی جائے نماز میں نماز کا انتظار  
 کرتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو بخش دے! اے اللہ اس  
 کے اوپر رحم فرماء! یہاں تک کہ وہ پلٹ جائے یا اسے حدث لاحق ہو جائے  
 میں نے سوال کیا کہ حدث کیا ہوتا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اسے  
 ہوا خارج ہو جائے اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں: فرشتے تم میں سے ہر اس شخص

کے حق میں دعا کرتے ہیں جو نماز پڑھ لینے کے بعد اپنی جائے نماز میں بیٹھا رہتا ہے وہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کے اوپر رحم فرماء! اے اللہ اس کو بخشن دے! اے اللہ اس کی توبہ قبول فرماء! اور یہ دعا میں جاری رہتی ہیں جب تک کہ وہ اذیت نہ پہنچائے یا جب تک کہ اسے حدث لاحق نہ ہو جائے

[بخاری: حدیث: ۲۷۲، مسلم: حدیث: ۲۹۹]

اور [مَالِمُ يُؤْذُ] کا مطلب ہے جب تک کہ اس سے کوئی ایسی حرکت صادر نہ ہو، جس سے انسانوں اور فرشتوں کو تکلیف پہنچ جائے۔ واللہ اعلم [دیکھئے لمفہوم لما شکل من تلخیص کتاب مسلم للقرطبی ۲/۲۹۰]

[۱۱] فرشتے اس باجماعت نماز ادا کرنے والے نمازی کے حق میں نماز سے قبل اور نماز کے بعد دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جائے نماز میں ہوتا ہے جب تک کہ اسے حدث لاحق نہ ہو جائے یا تکلیف پہنچائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکی حدیث ہے جس میں ہے کہ بندہ ہمیشہ نماز میں ہوتا ہے جب تک وہ اپنی جائے نماز میں نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو بخشن دے! اے اللہ اس کے اوپر رحم فرماء! یہاں

تک کہ وہ نماز سے واپس آجائے یا اسے حدث لاحق ہو جائے اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ فرشتے تم میں سے ہر اس شخص کے حق میں دعا کیں کرتے ہیں جو اپنی جائے نماز میں نماز پڑھ لینے کے بعد بیٹھا رہتا ہے وہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کے اوپر رحم فرماء! اے اللہ اس کے گناہوں کو بخش دے! اے اللہ اس کی توبہ قبول فرماء! جب تک وہ اذیت نہ پہوچائے یا اسے حدث لاحق نہ ہو جائے [بخاری: حدیث: ۲۷۲، مسلم: حدیث: ۲۳۹]

اور میں نے اپنے شیخ امام عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز کو کہتے ہوئے سنا: فرشتے مسجد میں نماز سے قبل اس کی جائے نماز میں اور اس کے بعد اس کی جائے نماز میں دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ غیبت یا چغلی یا کسی باطل گفتگو کے ذریعہ تکلیف نہیں پہوچاتا یا اسے حدث لاحق نہیں ہو جاتا [بخاری کی حدیث نمبر: ۳۱۱۹ کی شرح کرتے وقت میں نے یہ بات [توجیہ] شیخ ابن باز سے سنی]

[۱۲] باجماعت نماز میں پہلی صاف اور دوسریں جانب کی صفوں کی فضیلت اور ان صفوں کو ملانے کی فضیلت: اس تعلق سے بہت سارے فضائل وارد ہیں

ان میں سے چند کا تذکرہ اگلے صفحات میں کیا جا رہا ہے :

پہلی فضیلت: پہلی صفت قرعد اندازی کی جاسکتی ہے اور یہ صفت فرشتوں کی صفت کی مانند ہے۔

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اذان [کا جواب دینے میں] اور اگلی صفت کا کیا ثواب ہے تو وہ اس کے لئے اپنی سرینبوں کے بل گھستتے ہوئے آئیں گے

[بخاری: حدیث: ۶۱۵، مسلم: حدیث: ۳۳۷]

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اگر تم جان جاؤ یا ان کو معلوم ہو جائے کہ اگلی صفت میں کیا ثواب ہے تو وہ قرعد کرنے لگ جائیں [مسلم: حدیث: ۳۳۹] یہ بات ثابت ہے کہ پہلی صفت فرشتوں کی صفت کی مانند ہے اس لئے کہ ابی بن کعب [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے وہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ پہلی صفت فرشتوں کی صفت کے مثل ہے اور اگر تم کو اس کے ثواب کا پتہ چل جائے تو اس کے لئے سبقت کرنے لگو

الحادیث [ابوداؤد: حدیث: ۵۵۵] علامہ البانی نے صحیح سنن ابو داؤد میں اس روایت کو حسن قرار دیا ہے ]

آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کے فرمان علی مثل صفات الملائکہ کے متعلق شیخ احمد البنا رقمطراز ہیں کہ اس سے مراد اللہ عزوجل سے قربت اور اس کی رحمت کا نزول اور صفات کا پوری اور معتدل ہونا ہے اور اسی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ فرشتہ اللہ کی عبادت کے لئے صفات بندی کرتے ہیں [بلغ الامانی من اسرار الفتح الربانی ۱/۱۷۵]

اور یہ بات جابرؓ کی حدیث میں پوری صراحة کے ساتھ وارد ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] ہم لوگوں کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم لوگ اس طرح صفات بندی کیوں نہیں کرتے جس طرح فرشتہ اپنے پروردگار کے پاس صفات بندی کرتے ہیں ہم نے پوچھا اللہ کے رسول ! فرشتہ اپنے رب کے پاس کس طرح صفات بندی کرتے ہیں آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ وہ پہلی صفوں کو پوری کرتے ہیں اور صفوں کے بیچ کسی قسم کا خلل نہیں

رسکھتے [مسلم: حدیث: ۳۳۰]

## دوسری فضیلت

پہلی صفت تمام صفوں سے بہتر ہے۔

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر اگلی صفت ہے اور ان میں آخری صفت سب سے بدتر ہے اور عورتوں کی صفوں میں سب سے بہتر ان کی آخری صفت ہے اور ان میں سب سے بدتر سب سے پہلی صفت ہے [مسلم: حدیث: ۳۲۰] امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جہاں تک مردوں کے صفوں کی بات ہے تو وہ عام ہے، ان کی سب سے بہتر صفت ہمیشہ سب سے اگلی صفت ہے اور ان کی سب سے بدتر صفت آخری صفت ہے اور جہاں تک عورتوں کے صفوں کی بات ہے تو اس سے مراد عورتوں کی وہ صفتیں ہیں جو مردوں سے متصل ہوتی ہیں اور اگر وہ مردوں کے ساتھ نمازنہ پڑھ رہی ہوں بلکہ تنہا الگ تحملگ نماز پڑھ رہی ہوں تو ان کا معاملہ مردوں کی طرح ہے ان کی صفوں میں سب سے بہتر ان کی پہلی صفت ہے اور ان کی صفوں میں سب سے بدتر ان کی آخری صفت ہے

اور مردوں اور عورتوں کی صفوں میں شرکا مطلب ثواب اور فضیلت میں کمی کا ہونا ہے اور شریعت کے مطلوب سے ان کا دور ہونا ہے اور خیر کا مطلب ان کے برعکس ہے اور مردوں کے ساتھ حاضر ہو کر نماز پڑھ لینے والی عورتوں کے آخری صفوں کی فضیلت مردوں سے ان کے دور رہنے کی وجہ سے ہے اور انکے دیکھنے اور ان کی حرکتوں کا مشاہدہ کرتے وقت ان کے ساتھ دل کے جڑنے اور ان کی باتوں کو سنبھالنے کی وجہ سے آئی ہے اور ان کی پہلی صفوں کی نہ ملت ہے۔ واللہ اعلم [شرح النووی علی صحیح مسلم/ ۲۰۳]

### تیسرا فضیلت

اللہ تعالیٰ اور فرشتے اگلی صفات والوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں اور اگلی صفات کے لئے زیادہ دعا ہوتی ہے۔

ابو امامہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا پیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صفات والوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول اور دوسرا صفات والوں

کے حق میں؟ آپ نے فرمایا اور دوسری صفحہ والوں کے لئے بھی [منhadム] ۲۶۲/۵، الترغیب والترہیب للمذکوری / ۳۸۲ علامہ البائی نے صحیح الترغیب والترہیب [۱/۱۹] میں اسے حسن قرار دیا ہے]

اور اللہ تعالیٰ کے صلاۃ کا مطلب فرشتوں کی موجودگی میں بندوں کی تعریف کرنا اور فرشتوں اور نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] اور تمام انسانوں کی صلوٰۃ کا مطلب دعائے استغفار کرنا ہوتا ہے [تخریج گزر پچھی ہے] نعمان بن بشیر [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صفحہ پر دعا کرتے ہیں یا پہلی صفحہ والوں کے حق میں دعا کیں کرتے ہیں [منhadム] ۲۶۹/۲، الترغیب والترہیب للمذکوری / ۳۸۵ علامہ البائی نے صحیح الترغیب والترہیب [۱/۱۹] میں اسے حسن قرار دیا ہے]

براء بن عازب [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] فرماتے ہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اگلی صفحہ والوں کے حق میں دعا کیں کرتے ہیں [نسائی: حدیث: ۸۱] علامہ البائی نے صحیح نسائی [۱/۱۷] میں روایت کو

صحیح قرار دیا ہے]

### چونچی فضیلت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صفات والوں کے لئے تین مرتبہ دعا کی ہے اور دوسری صفات والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا کی ہے۔

عرباض بن ساریہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے وہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صفات والوں کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صفات والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا کرتے تھے اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ آپ پہلی صفات والوں کے لئے تین مرتبہ استغفار اور دوسری صفات والوں کے لئے ایک مرتبہ دعائے استغفار کرتے تھے [ناسائی: حدیث: ۷۸۱] البانی نے صحیح نسائی [۱/۷۷] میں روایت کو صحیح قرار دیا ہے ]

### پانچوں فضیلت

دائیں جانب کی صفوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی دعائیں ہوتی ہیں۔ عائشہ [رضی اللہ عنہا] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: بے

شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے وہنی صفوں پر دعائیں کرتے ہیں [ابوداؤد]، علامہ البانیؒ نے صحیح سنن ابو داؤد [۱/۱۳۲] میں روایت کو ان الفاظ کے ساتھ حسن قرار دیا ہے [الذین یصلون الصفوں]

براء بن عازب [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ جب ہم اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہماری خواہش ہوتی کہ ہم آپ کے دامیں جانب رہیں ہماری جانب آپ متوجہ ہوتے اور میں نے آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے میرے پروردگار مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچا اور جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اکٹھا کرے گا [مسلم: حدیث: ۷۰۹]

### چھٹی فضیلت

جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعاؤں سے شاد کام ہوتا ہے؛

عائشہ [رضی اللہ عنہا] کی حدیث ہے کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں کے حق میں دعائیں کرتے

ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں اور جس نے شگاف [خالی چکھے] کو پر کیا اللہ اس کے بدله اس کے درجہ کو بلند کرے گا [ابن ماجہ، الترغیب والترہیب علامہ البانی نے صحیح الترغیب والترہیب [۱/۲۰۰] میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

عبداللہ بن عمر و [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ جس نے کسی صف کو جوڑا اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا اور جس نے کسی صف کو کاثا اللہ تعالیٰ اسے کاث دے گا [نسائی: حدیث: ۸۱۹ علامہ البانی نے صحیح سنن نسائی [۱/۷۷] میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

[۱۳] جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین سے میل کھا جائے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے؛

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں کو مٹا دے گا [بخاری: حدیث: ۷۸۰ مسلم: حدیث: ۳۱۰]

اور انہی کی ایک دوسری روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا

کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا افضلین کہے تو تم آمین کہو اس لئے کہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کی آمین کہنے کے موافق ہو گیا اس کے پچھلے تمام

گناہ بخش دیئے جاتے ہیں [بخاری: حدیث: ۸۲؛ مسلم: حدیث: ۳۱۰]

اور ابو موسیٰ اشعریؑ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہم کو وعظ فرمایا تو ہمیں ہماری سنتیں اور ہماری نماز ادا کرنے کے طریقے سکھلانے، آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفوں کو پورا کرو پھر تم میں سے ایک شخص تمہاری امامت کرائے پس جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا افضلین کہے تو تم آمین

کہو اللہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا الحدیث [مسلم: حدیث: ۳۰۳]

اللہ اکبر! یہ کتنا عظیم ثواب ہے پچھلے گناہوں کی مغفرت اور اللہ تعالیٰ کا اس نمازی سے محبت کرنا جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے!

## پانچواں مبحث: نماز باجماعت کے لئے چل کر آنے کی فضیلت

نماز باجماعت کے لئے چل کر آنا ایک عظیم ترین اطاعت ہے اور اس تعلق سے بہت عظیم فضائل ثابت ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں؛

[۱] مسجد میں نماز باجماعت سے انتہائی محبت رکھنے والے کو بروز قیامت عرش الہی کے تسلی سایہ نصیب ہوگا؛

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس روز اپنے سایہ کے نیچے سایہ عطا فرمائے گا جس روز کہ اس کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا انصاف پرور بادشاہ اور ایسا نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پروان پایا اور ایسا نمازی جس کا دل مسجد سے لٹکا ہوا ہو اور دو قسم کے ایسے لوگ جنہوں نے اللہ کی خاطر محبت کی اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے اور ایک ایسا شخص ہے کسی جاہ و جمال والی عورت نے دعوت [زنہ] دی تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے خوف کھاتا ہوں اور وہ شخص جس نے کوئی صدقہ کیا تو

اسے اس طرح چھپا کر کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی [بہت پوشیدہ انداز سے کیا] اور وہ شخص جس نے تہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اور ایسا شخص جس کا دل مسجد سے لٹکا ہوا ہو جب سے وہ اس سے نکلتا ہے اور جب تک دوبارہ لوٹتا ہے [بخاری: حدیث: ۲۶۰، مسلم: حدیث: ۱۰۳]

امام نوویؒ اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان [وَرِجْلٌ قَبْلَهُ مَعْلُوقٌ فِي الْمَسَاجِدِ] کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ اسے انتہائی چاہنا اور اس میں جماعت کی پابندی کرنا اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسجد میں ہمیشہ بیٹھے رہنا ہے [شرح النووی علی صحیح مسلم / ۱۲۶]

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ معلق فی المساجد کے الفاظ اسی طرح بخاری و مسلم میں وارد ہیں، ظاہری بات تو یہی ہے کہ یہ تعلق سے ماخوذ ہے گویا کہ آپ نے اس کی تشییہ مسجد میں معلق شدہ کسی چیز سے دی ہے مثلًا لاثین ہے اور یہ تشییہ اس نمازی کے دل کے سخت مداومت برتنے کی وجہ سے ہے، اگرچہ

جسمانی اعتبار سے یہ نمازی مسجد سے باہر ہے مگر اس کا دل مسجد سے لگا ہوا ہے اور جوزقی کی روایت سے یہی پتہ چلتا ہے، گویا اس کا دل مسجد میں لٹکا ہوا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ علاقہ سے ماخوذ ہو جو کہ سخت محبت کے مفہوم میں ہے اور مند احمد کی روایت اسی پر دلالت کرتی ہے [مسجدوں سے لٹکا ہو]

[فتح الباری لابن حجر / ۱۳۵]

[۲] نماز با جماعت کے لئے چل کر آنے سے درجات بلند ہوتے ہیں، گناہ مٹائے جاتے ہیں اور نیکیاں درج کی جاتی ہیں.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جو بھی نمازی اچھی طرح سے وضو کر کے ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا رخ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے جسے وہ چل کر آتا ہے اور اس سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے بدلے اس کے ایک گناہ کو مٹاتا ہے

[مسلم: حدیث: ۶۵۳]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے وہ مرفوع ابیان کرتے ہیں کہ ایسا

اس لئے ہے کہ جب تم میں سے کوئی اچھی طرح سے وضو کرتا ہے اور مسجد کو روانہ ہوتا ہے اور وہ نماز کی خاطر ہی نکلتا ہے تو وہ جو بھی قدم بڑھاتا ہے اس سے اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور اس سے اس کے ایک گناہ کو مٹا دیا جاتا ہے [تخریج گزر رچلی ہے]

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ جس نے اپنے گھر میں وضو کیا اور اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضہ کی ادائیگی کے لئے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی جانب چلا تو اس کے قدموں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اس کا ایک قدم ایک غلطی کو مٹاتا ہے اور دوسرا قدم ایک درجہ کو بلند کرتا ہے [مسلم: حدیث: ۲۶۶]

امام قرطبیؓ فرماتے ہیں کہ داؤدی کا قول ہے کہ اگر اس کے پاس گناہ ہوتے ہیں تو وہ مٹا دیجے جاتے ہیں ورنہ اس کے درجات کو بلند کر دیا جاتا ہے میں کہتا ہوں اور یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ قدم سے ایک درجہ حاصل ہوتا ہے یا تو مٹانا یا درجہ کا بلند ہونا اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں نے کہا ہے

ایک قدم کے بدلہ تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں اس لئے کہ ایک دوسری حدیث میں آپ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلہ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور اس کے ایک درجہ کو بلند کرتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو مٹاتا ہے واللہ اعلم [دیکھئے المفہوم لما شکل من تلخیص کتاب مسلم للقرطبی/ ۲۹۰] میں نے اپنے شیخ امام عبدالعزیز بن عبد اللہ بن بازرگ فرماتے ہوئے سنا آپ کہہ رہے تھے کہ ہر قدم کے عوض اس کے ایک درجہ کو بلند کیا جاتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو مٹایا جاتا ہے اور اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور یہ آخری زیادتی صحیح مسلم میں ابن مسعود [رضی اللہ عنہ] سے آئی ہوئی ہے اور چونکہ روایت صحیح ہے لہذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس کے ایک گناہ کو مٹایا جاتا ہے، لہذا اولاً تو یہ فضیلت اس روایت کی بنیاد پر ہے اور ثانیاً اللہ تعالیٰ نے تفصلاً مزید خوبی دے رکھی ہے، لہذا ہر قدم کے عوض تین فضائل حاصل ہوئے [۱] درجہ کی بلندی [۲] گناہ کا مٹایا جانا [۳] نیکی کا لکھا جانا [بخاری کی حدیث نمبر: ۲۱۱۹]

تشریح کرتے وقت میں نے شیخ ابن باز سے یہ بات سنی ] [۳] اگر نمازی ثواب کی امید رکھتے تو اس کے لوث کر آنے کو بھی لکھا جاتا ہے جس طرح کہ اس کیلئے نماز کے لئے چل کر آنے کو لکھا گیا تھا۔ ابی بن کعب [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص کا گھر مسجد سے کافی دور تھا میں اس آدمی سے زیادہ دور رہنے والا کسی اور کوئی نہیں جانتا اور اس سے کوئی نمازوں کی فوت نہیں ہوتی تھی تو اس سے کہا گیا یا میں نے اس سے کہا کہ اگر تم کوئی سواری [گدھا] خرید لو جس پر سوار ہو کر رات کی سخت تاریکی میں آیا کرو تو اس نے جواب دیا کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے میرا مسجد آنا اور جب میں اپنے بچوں کے پاس واپس جاؤں تو میرا واپس ہونا لکھا جائے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نے تمہارے لئے ان سب کو رکھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے لئے ہر وہ اجر ہے جس کی تم نے آرزو کی

[مسلم: حدیث: ۲۶۳]

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس میں قدموں کے واپس آنے میں اجر کا ثبوت ہے جس طرح جانے میں [اجر) کا ثبوت ہے (شرح النووی علی صحیح مسلم

[۱۷۲/۵]

ابوموسی [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا نماز میں اجر کے اعتبار سے وہ لوگ بڑھے ہوئے ہیں جو ان میں گزرگاہ کے اعتبار سے بعد ترین ہیں، اور جو امام کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے نماز کا انتظار کرتا ہے اس کا اجر اس نمازی سے زیادہ ہے جو اسے

پڑھ کر سو جاتا ہے [بخاری: حدیث: ۶۵، مسلم: حدیث: ۲۲۲]

جابر [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ مسجد کے ارد گرد کچھ زمینیں خالی ہو گئیں تو بنو سلمہ نے مسجد کے قریب منتقل ہو جانے کا ارادہ کیا اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کو جب یہ چیز معلوم ہوئی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو انہوں نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول! ہم نے ارادہ کر لیا ہے، آپ نے فرمایا کہ اے بنو سلمہ تم اپنے

گھروں کو لازم پکڑو تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں

[بخاری: حدیث: ۶۵۶، مسلم: حدیث: ۲۶۵]

[۳] نماز با جماعت کے لئے چل کر آنے سے گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتلا دوں جس سے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور اس سے درجات کو بلند کرتا ہے انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اے اللہ کے رسول آپ نے فرمایا مکارہ [مشقتوں] پر مکمل وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف بکثرت چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پس یہی رباط ہے پس یہی رباط ہے [رباط کا مطلب سرحد کی نگرانی ہوتا ہے لیکن یہاں اس لفظ سے نماز با جماعت کی فضیلت مراد ہے] [مسلم: حدیث: ۲۵۱]

گناہوں کو مٹائے جانے سے ان کے بخش دیئے جانے کی طرف اشارہ ہے اور ممکن ہے کہ فرشتوں کے رجسٹر سے اسے مٹا دیا جائے اور درجات کی

بلندی جنت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے اور اس باغِ وضو سے مراد مکمل وضو کرنا اور مکارہ سخت ٹھنڈک اور جسمانی تکلیف وغیرہ سے ہوتا ہے اور بکثرت قدم گھر کے دور واقع ہونے اور بار بار آنے کی وجہ سے ہوتا ہے (شرح النووی علی

صحیح مسلم / ۱۳۳]

[۵] مکمل وضو کرنے کے بعد نماز با جماعت کے لئے چل کر آنے سے گناہوں کو مٹایا جاتا ہے عثمان بن عفان [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نماز کے لئے وضو کیا اور مکمل طریقے سے وضو کیا پھر فرض نماز کے لئے چل پڑا پس اسے لوگوں کے ساتھ پڑھا، یا جماعت کے ساتھ اسے پڑھا، یا مسجد کے اندر اسے پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا (مسلم: حدیث: ۲۳۲)

[۶] اللہ تعالیٰ صحیح و شام جماعت سے نماز ادا کرنے والے نمازی کی جنت میں مہمان نوازی کرتا ہے.

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے وہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص صبح و شام مسجد کی طرف نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مہمان نوازی کرتا ہے جب جب بھی وہ نکلتا ہے

[بخاری: حدیث: ۲۲۶، مسلم: حدیث: ۲۲۹]

اور غدا کی اصل خرج بعدو ہے یعنی بالکل سورے آیا اور راح کا مطلب رجع بعضی ہے پھر توسع کے طور پر ان دونوں کا استعمال مطلقاً نکلنے کے معنی میں ہونے لگا اور اعدہ ہیا کے مفہوم میں ہے یعنی تیار کیا اور نزل اس ضیافت کو کہتے ہیں جو ایک مہمان کی آمد پر بطور تکریم کی جاتی ہے اور یہ ہر صبح اور ہر شام ہو سکتی ہے۔

اور یہ اللہ تعالیٰ کا وہ فضل ہے جسے وہ ہر صبح و شام مسجد کی طرف نکلنے والے کے لئے کرتا ہے جنت کے اندر اس کے لئے اس کے جانے کی ضیافت اور اس کے واپس آنے کی ضیافت تیار کی جاتی ہے [دیکھئے لمفہم لما شکل من تلخیص کتاب مسلم للقرطبی ۲/۲۹۲ شرح النووی علی صحیح مسلم ۵/۱۷۶]

[۷] جس شخص کی عادت جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی ہے وہ

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو نکلا مگر اس سے پچھے رہ گیا، تو اس کے لئے اس جماعت میں موجود رہنے والے نمازوں کی مانند اجر ہے۔

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا اور وہ مسجد کو نکلا مگر لوگوں کو نماز پڑھ کر فارغ پایا تو اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں جیسا اجر دے گا جنہوں نے اسے ادا کیا اور اس میں حاضر ہوئے اس سے ان کے اجر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی (ابوداؤد: حدیث ۶۲: علامہ البائی نے صحیح سنن ابوداؤد [۱/۱۳] میں اسے صحیح قرار دیا ہے) [۸] جو شخص وضو کر کے نماز با جماعت کے لئے نکلتا ہے وہ اپنے گھر واپس آجائے تک حالت نماز میں ہوتا ہے۔

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی شخص اپنے گھر میں وضو کرے پھر مسجد کو آئے تو وہ حالت نماز میں ہوتا ہے یہاں تک کہ واپس چلا آئے الہذا وہ اس طرح سے نہ کرے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا [ابن خزیمہ]

۱/۲۲۹ البانی نے صحیح الترغیب والترہیب [ا/۱۸] میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

[۹] جو وضو کر کے نماز باجماعت کو نکلا اس کا اجر محرم حاجی کی مانند ہے۔

ابو امامہؓ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا جو اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لئے نکلا تو اس کا اجر محرم حاجی کے اجر کی مانند ہے (ابوداؤد: حدیث: ۵۵۸ علامہ البانی نے صحیح سنن ابو داؤد [ا/۱۱] میں اسے حسن قرار دیا ہے]

[۱۰] نماز باجماعت کو نکلنے والا اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہوتا ہے۔

ابو امامہ البانی اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قسم کے لوگ ہیں جن میں سے ہر ایک اللہ عزوجل کی ضمانت میں ہے ایسا شخص جو اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے نکلا تو وہ اللہ کی ضمانت میں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے وفات دے دے اور اسے جنت میں داخل کرے یا اسے اس اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کر دے جو اسے حاصل ہو اور ایسا شخص جو مسجد کے لئے نکلا وہ اللہ کی

ضمانت میں ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے وفات دے دے اور اسے جنت میں داخل کر دے یا اسے اس اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کر دے جو وہ حاصل کرتا ہے اور ایسا شخص جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوتا ہے وہ اللہ کی ضمانت میں ہوتا ہے [ابوداؤد: حدیث: ۲۷۹۳ علامہ البائی نے صحیح سنن ابو داؤد ۲۷۳/۲ میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

یہ اللہ کا فضل ہے کہ وہ ان تینوں میں سے ہر ایک کو اپنی ضمانت میں رکھتا ہے اور اسے مکمل بدلہ عنایت کرتا ہے، ضامن کا مطلب ہوتا ہے کہ مضمون [محفوظ شده] اور جہاں تک آپ [علی اللہ علیہ وسلم] کے فرمان [ورحل خل پیته بسلام] کی بات ہے تو اس جملہ میں دو چیزوں کا احتمال ہے پہلی چیز یہ کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرے اور دوسری چیز یہ کہ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت امن و سلامتی کا ارادہ کرے یعنی فتنوں سے سلامتی چاہتے ہوئے گھر کو لازم پکڑے اور غربت [تہائی] کی خواہش رکھے اور اسے کم ملنے جلنے والوں کا حکم دے [معالم السنن ۳۶۱/۳]

اور ایسا فتنوں کے ظاہر ہونے اور مسلمان کا اپنے دین میں اندیشہ محسوس کرنے کے وقت ہوتا ہے اور اگر وہ اس سے محفوظ ہے تو مومن وہ ہے جو لوگوں سے ملاقات کرے اور ان سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر سے کام لے اور ان کو اللہ عزوجل کی طرف بلائے تو ایسے مومن کا اجر اس مومن سے زیادہ ہے جو لوگوں سے ملاقات نہ کرے اور ان کی تکلیفوں پر صبر سے کام نہ لے  
واللہ اعلم

[۱] نماز بجماعت کے لئے پیدل چل کر جانے والے کے لئے ملا اعلیٰ میں اختلاف [جھگڑے] ہونا : [اس شخص کے نیک اعمال کو آسمان تک پہنچانے کے لئے] دیکھئے تختۃ الا حوزی بشرح جامع الترمذی ۹/۱۹۳، ۱۰۹]

عبداللہ بن عباس [رضی اللہ عنہ] سے مردی ہے وہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں جس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] کو خواب میں اطلاع دی کہ اے محمد ! کیا تم کو معلوم ہے کہ ملا اعلیٰ کس چیز کے متعلق اختلاف کر رہے ہیں (ملا اعلیٰ سے اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے مراد ہیں

دیکھئے تحفۃ الاحدوڑی بشرح جامع الترمذی [۹/۳] تو میں نے کہا کہ ہاں  
کفارات اور نماز کے بعد مسجد میں رکے رہنے اور جماعتوں میں پیدل چل  
کر آنے والوں کے بارے میں اور مکارہ پر مکمل وضو کرنے والوں کے  
بارے میں اور جس نے ان سب کو انجام دیا تو وہ خیر میں رہا اور خیر ہی کی  
حالت میں اس کا نتقال ہوا اور وہ گناہوں سے آزاد ہو کر اس دن کی مانند ہو  
گیا جس دن کہ اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا (ترمذی:  
حدیث: ۳۲۳۳، ۳۲۳۴ علامہ البائی نے صحیح سنن الترمذی [۹۸، ۹۹/۳] میں اسے صحیح  
کہا ہے)

[۱۲] نماز با جماعت کے لئے پیدل چل کر آنے میں دنیا و آخرت کی سعادت  
ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے ان کو انجام دیا وہ خیر میں رہا اور  
خیر پر اس کا نتقال ہوا اور اللہ کے اس فرمان کی بنابر ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا  
مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيهَ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ  
أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (انقل: ۹۷)

جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت لیکن با ایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔

[۱۳] نماز با جماعت کے لئے پیدل چل کر آنا گناہوں کو مٹانے کے اسباب میں سے ہے۔

گزشتہ حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے اور اس کے گناہوں کا معاملہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے آج ہی کے روز اسے جنم دیا ہو۔  
[۱۴] اللہ تعالیٰ مسجد کو آنے والے شخص کی عزت افزائی کرتا ہے۔

سلمان نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر مسجد آیا، وہ اللہ کی زیارت کرنے والا ہوتا ہے اور جس کے یہاں زیارت کی جا رہی ہے اس کا حق بتتا ہے کہ زیارت کرنے والے کی عزت کرے [معجم الکبیر للطبرانی

۲۵۳/۶ حدیث: ۲۱۳۹]

عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول

[صلی اللہ علیہ وسلم] کے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ مسجد میں اللہ کا گھر ہیں اور اللہ کے اوپر یہ حق ہے کہ وہ اس کی زیارت کرنے والے کی عزت کرے [جامع البیان  
بساناد ابن جریر ۱۸۹/۱۶]

اور ایک دوسری روایت میں عمرو بن میمون حضرت عمر [رضی اللہ عنہ] سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ مسجد میں روئے زمین پر اللہ کا گھر ہیں اور زیارت کئے جانے والے پر یہ حق بتتا ہے کہ وہ اپنے زائر کی عزت کرے

[مصنف ابن ابی شیبۃ ۳۱۸ / حدیث: ۱۶۲۶۳]

[۱۵] اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ سے خوش ہوتا ہے جو باوضو ہو کر مسجد کو نکلتا ہے۔ ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ کوئی شخص اچھی طرح سے باوضو ہو کر مسجد میں نماز ادا کرنے کی نیت سے مسجد کو آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاتا ہے جس طرح گھر سے دور رہنے والے شخص کے گھر والے اسے آتا دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں [ابن خزیمہ ۲/۳۷۴ حدیث: ۱۳۹۱] اعلام البائی نے صحیح الترغیب والترہیب [۱/۱۲۳] میں صحیح کہا ہے ]

اس حدیث پر امام ابن خزیمہ نے یہ کہہ کر باب باندھا ہے [باب ذکر فرح  
الرب تعالیٰ بمشی عبده الی المسجد متوضیا] [صحیح ابن خزیمہ ۳۷۲/۲] اور اللہ  
تعالیٰ کی تمام صفات اسی طرح ثابت ہیں جس طرح وہ اس کے شایان شان  
ہیں

[۱۶] بروز قیامت اس کے لئے مکمل روشنی ہوگی جو تاریکیوں میں مسجدوں کو  
نکلا؛

بریدہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے وہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں کہ  
آپ نے فرمایا کہ تاریکیوں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو  
بروز قیامت حاصل ہونے والی مکمل روشنی کی بشارت دے دو [تخریج گزر چکی  
ہے]

چھٹا مبحث: نماز بآجماعت کی خاطر آنے کے آداب: نماز بآجماعت

کو آنے کے کچھ آداب ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:  
[۱] اپنے گھر میں کامل وضو کرے۔

ابن مسعود [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہ جو بھی شخص اپنے گھر میں وضو کرتا ہے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا رخ کرتا ہے تو اس کے لئے ہر اس قدم کے بعد ملے ایک نیکھی لکھی جاتی ہے جسے وہ چل کر آتا ہے اور اس کے ایک درجہ کو بلند کیا جاتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو مٹایا جاتا ہے [مسلم: حدیث: ۶۵۳]

[۲] ناپسندیدہ بوسے دوری اختیار کرے۔

جابر بن عبد اللہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا جو پیاز یا لہسن کھائے تو وہ الگ رہے یا ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ فرشتوں کو ان چیزوں سے اذیت پہنچتی ہے جن سے انسانوں کو اذیت پہنچتی ہے اور مسلم ہی کے الفاظ ہیں کہ جو پیاز و لہسن اور گندنا [ایک قسم کی بدبو دار ترکاری جس میں پیاز اور

لہن کی ملاوٹ ہوتی ہے] کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، فرشتوں کو ان چیزوں سے تکلیف پہنچتی ہے جن سے بنا آدم کو تکلیف پہنچتی ہے

[بخاری: حدیث: ۸۵۵ مسلم: حدیث: ۵۶۱، ۵۶۳]

[۳] زیب وزینت اختیار کرے۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے [يَسِّرْ لِآدَمَ خُذْ دُوازِ يُنْتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ]

[الاعراف: ۳۱]

ترجمہ: اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو

پسند فرماتا ہے [مسلم: حدیث: ۹۱]

[۴] گھر سے نکلنے کی دعا پڑھے اور نماز کا ارادہ کرتے ہوئے نکلنے اور یہ دعا پڑھتے ہوئے نکلنے بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ وَلَا حُوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ .

اللہ کے نام سے! میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی چیز سے نیچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کوئی نیک عمل کرنے کی قوت

[ابوداؤد: حدیث: ۵۰۹۵، ترمذی: حدیث: ۳۳۲۶ علامہ البائی نے صحیح سنن ترمذی [۱۵۱/۳] میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَصِلَّ أَوْ أَصَلَّ أَوْ أَزَلَّ أَوْ أَزَلَّ أَوْ أَظْلَمَ  
أَوْ أَظْلَمَ أَوْ أَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ .

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں [اس بات سے] کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کیا جائے، یا بہک جاؤں یا مجھے بہکایا جائے، یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے، یا میں کسی پر جہالت و نادانی کروں یا مجھ پر کوئی جہالت و نادانی کرے [ابن ماجہ: حدیث: ۳۸۸۳ علامہ البائی نے صحیح سنن ابن ماجہ [۳۳۶/۲] میں اسے صحیح کہا ہے]

اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًاً وَفِي لِسَانِي نُورًاً وَفِي سَمْعِي نُورًاً  
وَفِي بَصَرِي نُورًاً وَمِنْ فَوْقِي نُورًاً وَمِنْ تَحْتِي نُورًاً وَعَنْ يَمِينِي  
نُورًاً وَعَنْ شَمَالِي نُورًاً وَمِنْ اِمَامِي نُورًاً وَمِنْ خَلْفِي نُورًاً وَاجْعَلْ  
فِي نَفْسِي نُورًاً وَأَعْظِمْ لِي نُورًاً وَاعْظُمْ لِي نُورًاً وَاجْعَلْ لِي نُورًاً  
وَاجْعَلْنِي نُورًاً اللَّهُمَّ أَغْطِنِي نُورًاً وَاجْعَلْ فِي عَصَبِي نُورًاً وَفِي

لَهُمْ نُورٌ وَ فِي ذَمِينَ نُورٌ وَ فِي شَعْرِي نُورٌ وَ فِي بَشَرِي نُورٌ۔  
 اے اللہ! میرے دل میں نور بنادے اور میری زبان میں بھی اور میرے  
 کانوں میں بھی اور میری آنکھوں میں بھی نور، میرے اوپر بھی نور میرے  
 ینچے بھی نور، میرے دائیں بھی نور اور میرے باائیں بھی نور، میرے سامنے  
 بھی نور اور میرے پیچھے بھی نور، اور میرے نفس میں بھی نور بنادے، اور  
 میرے لئے نور کو کشاوہ اور انہتائی اہم بنادے، اور میرے لئے نور بھردے  
 اور مجھے منور کر دے اے اللہ! مجھے نور عطا کر، اور میرے اعضاء میں نور  
 بھردے، میرے گوشت میں نور بھردے اور میرے خون میں نور بھردے  
 ، اور میرے بال میں نور بھردے، اور میری کھال میں نور بھردے  
 (بخاری: حدیث: ۶۳۱۶، مسلم: حدیث: ۷۶۳)

[۵] گھر سے مسجد کو جاتے ہوئے راستے میں اور اپنی نماز کے دوران اپنی  
 انگلیاں آپس میں نہ ملائے، کعب بن عجرہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ  
 کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اچھی  
 طرح وضو کرے پھر مسجد کا ارادہ کرتے ہوئے نکلے اور اپنی انگلیوں کے نیچے

تشپیک [آپس میں انگلیوں کو ملانا] نہ کرے، وہ نماز کی حالت میں ہوتا ہے [ترمذی: حدیث: ۳۸۷، علامہ البانی نے صحیح سنن ترمذی [۱/۲۱] میں اسے صحیح کہا ہے]

[۶] پر سکون ہو کر بڑے ہی اطمینان سے مسجد کو آئے۔ ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم اذان سن لو، نماز کے لئے اس طرح سے چل کر آؤ کہ تمہارے اوپر سکون و اطمینان طاری ہو اور دوڑ و مت، تم کو جو مل جائے پڑھ لواور جو تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرو، اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ جب نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو اس کے لئے دوڑتے ہوئے مت آؤ اور تم اس طرح چلتے ہوئے آؤ کہ تمہارے اوپر سکون طاری ہو پس تم کو جو مل جائے اسے پڑھ لواور جو تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرو] بخاری: حدیث: ۶۳۶، مسلم: حدیث: ۱۰۲

اس حدیث میں نماز کے لئے سکون و اطمینان سے چل کر آنے کی دلیل اور اس کے لئے دوڑ کرنے آنے کی دلیل ہے خواہ یہ نماز جمعہ میں ہو یا اس کے

علاوہ میں ہو خواہ تکبیر تحریک کے فوت ہونے کا اندیشہ یا نہ ہو اور آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کا قول کہ جب تم اقامت سن لو کہ اقامت کا تذکرہ اپنے مساوا کی تنبیہ کے لئے ذکر کیا گیا ہے؛ اس لئے کہ جب اس کے لئے دوران اقامت دوڑ کر آنے سے منع کر دیا گیا جب کہ نماز کے بعض حصہ کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہے تو اقامت سے قبل بدرجہ اولیٰ منسوع ہے اور آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے علت بیان کرتے ہوئے تاکید فرمایا: تم میں سے جب کوئی نماز کا ارادہ کرے تو وہ نماز کی حالت میں ہوتا ہے اور یہ تمام اوقات میں نماز کے لئے چل کر آنے کو شامل ہے اور آپ نے دوبارہ تاکید کی اور فرمایا: تم کو جو مل جائے پڑھ لواور جو تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرو، اس سے تنبیہ اور تاکید حاصل ہو گئی تاکہ کوئی گمان کرنے والا یہ نہ گمان کرنے لگے کہ ممانعت صرف اس شخص کے لئے ہے جسے نماز کے کسی حصہ کے فوت ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو، آپ نے ممانعت کی وضاحت کر دی اگرچہ اس سے نماز کا کوئی حصہ چھوٹ جائے اور چھوٹ جانے پر اسے جو کرنا ہے، اس کی وضاحت فرمادی [شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۰۳/۵]

(۷) مسجد میں داخل ہونے سے پہلے اپنے جوتے کو دیکھ لے، اس میں کوئی گندگی نظر آئے تو اسے مٹی سے صاف کر دے۔

ابو سعید خدری [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو وہ اپنے جوتوں کو دیکھ لے، اگر اپنے جوتوں میں گندگی یا اذیت کی کوئی چیز دیکھے تو اسے پوچھ دے اور اس میں نماز پڑھے [ابوداؤد: حدیث: ۱۵۰ علامہ البائی نے صحیح سنن ابو داؤد ۱/۱۲۸] میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

جوتوں کی پا کی مٹی سے ہوتی ہے ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے جوتے سے گندگی کو روندے تو مٹی اسے پاک کر دے گی اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے موزوں سے گندگی کو روندے تو اس کی پا کی مٹی ہے [ابوداؤد: حدیث: ۳۸۵، ۳۸۶ علامہ البائی نے صحیح سنن ابو داؤد ۱/۷] میں ان دونوں روایات کو صحیح قرار دیا ہے ]

[۸] مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنا دایاں پاؤں آگے بڑھائے اور یہ دعا

پڑھے ﴿أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوْجْهِهِ الْكَرِيمِ وَبِسُلْطَانِهِ الْقَدِيرِ  
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ میں عظمت واللہ کی اور اس کے کریم چہرہ کی  
اور اس کی ہمیشہ سے رہنے والی سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں مردوں شیطان  
سے [ابوداؤد: حدیث: ۳۶۴ علامہ البائی نے صحیح سنن ابو داؤد [۹۲/۱] میں اس  
روایت کو صحیح قرار دیا ہے] ﴿بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةُ﴾ اللہ کے نام سے داخل  
ہوتا ہوں اور درود [اليوم والیلة لابن السنی حدیث: ۸۸ علامہ البائی نے روایت کو  
حسن قرار دیا ہے] ﴿وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ﴾ وسلام ہوں رسول اللہ  
پر [ابوداؤد: حدیث: ۳۶۵ علامہ البائی نے صحیح سنن ابو داؤد [۹۲/۱] میں اس  
روایت کو صحیح قرار دیا ہے] ﴿اللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَجْمَتِكَ﴾ اے  
اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ، ابو حمید اور ابو اسید  
کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا جب تم میں سے کوئی  
شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے ﴿اللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ  
رَجْمَتِكَ﴾ اور جب نکلے تو یہ دعا پڑھے ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ

فَضُلْ لِكَ ﴿۱﴾ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا

ہوں [مسلم: حدیث: ۱۱۳]

[۹] مسجد میں داخل ہوتے وقت اس میں جو موجود ہوں ان سے اوپنچی آواز سے سلام کرے کہ ارد گرد کے بیٹھے ہوئے لوگ سن سکیں۔

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم ایمان لے آؤ اور تم ایمان والے نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ تم آپس میں محبت کرنے لگو کیا میں تمہیں کوئی ایسی چیز نہ بتلا دوں کہ جب تم اسے کرنے لگ جاؤ گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے، تم آپس میں سلام کو رواج دو [مسلم: حدیث: ۵۳]

عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ جس شخص میں تین چیزیں پائی گئیں، اس نے ایمان مکمل کر لیا اپنی طرف سے انصاف کرو، سلام کرو اور بخیلی نہ کرتے ہوئے خرج کرو [بخاری: ۱/۱۵]

[۱۰] تجھیے المسجد پڑھے، اگر موذن نے وقت ہونے سے قبل اذان دے

دی ہوا اور اس نے نماز کے پہلے کی سنت راتب نہ پڑھی ہو تو اسے پڑھے، اگر اس کے پہلے سنت راتب نہ ہو تاذاں واقامت کے درمیان کی سنتوں کو پڑھے اس لئے کہ ہر اذان واقامت کے درمیان نماز ہے اور یہ تجھیہ المسجد سے کفایت کر جائے گی، اگر نماز کا وقت ہونے سے قبل مسجد میں داخل ہوا ہے تو دورکعت پڑھے۔

ابوقتادہ [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو دورکعت پڑھنے سے قبل نہ بیٹھے [بخاری: حدیث: ۲۲۲، مسلم: حدیث: ۱۳۷]

[۱] اگر وہ اپنے جوتے مسجد میں نکالے تو ان کو اپنے سامنے رکھے۔ ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اپنے جوتوں کو نکالے تو اس سے کسی کو اذیت نہ پہنچائے اسے چاہئے کہ ان کو اپنے سامنے رکھے یا ان دونوں میں نماز پڑھے اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے دائیں اور باائیں اپنے جوتے کو نکالے کہ اسے کسی دوسرے کے سامنے رکھے مگر یہ کہ اس کی باائیں طرف کوئی

نہ ہوا اور اسے اپنے سامنے رکھے [ابوداؤد: حدیث: ۲۵۳، ۲۵۵: علامہ البائی]

نے صحیح سنن ابو داؤد [۱/۱۲۸] میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ]

اور میں نے اپنے شیخ امام عبدالعزیز بن عبد اللہ بن باز کو کہتے ہوئے سنا:  
یہودیوں کی مخالفت کرتے ہوئے جو توں میں نماز پڑھنا سنت ہے ہاں مگر یہ  
ہے کہ پہلے جوتے کی صفائی سترہ ای دیکھ لی جائے، اگر اس میں کوئی چیز دیکھے  
تو اسے مٹی یا پتھر یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے زائل کر دے اور جہاں تک  
کپی مسجدوں کی بات ہے، تو میرے نزدیک اس تعلق سے بہتر یہ ہے کہ  
جوتے رکھنے کے لئے کوئی جگہ متعین کر دی جائے کیونکہ بعض لوگوں کی سستی  
کی بنا پر اس پر غبار لگ سکتا ہے جس سے لوگ تنفر ہو سکتے ہیں، واللہ اعلم  
[میں نے شیخ ابن باز سے بلوغ المرام کی حدیث نمبر: ۲۳۳، ۲۳۴ کی شرح کرتے وقت

سنا]

[۱۲] امام کے دائیں جانب پہلی صفت میں بغیر کسی بھیڑ اور بغیر کسی کو تکلیف  
دیئے اگر بیٹھنا ممکن ہو تو بیٹھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ

اگر لوگ پہلی صفحہ اور اذان کی فضیلت سے واقف ہو جائیں اور اس کی خاطر ان کو قرعہ اندازی کرنا پڑے تو وہ ایسا کریں

گے [بخاری: حدیث: ۶۱۵، مسلم: حدیث: ۳۳۷]

عائشہ [رضی اللہ عنہا] کی روایت ہے کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ بے شک فرشتے دہنی صفوں میں رہنے والے نمازوں کے حق میں دعائے استغفار کرتے ہیں اور ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے [ابو داود: حدیث: ۲۶۷، امام منذری اور ابن حجر نے فتح الباری میں اس روایت کو حسن قرار دیا ہے]

[۱۳] قبلہ کا استقبال کرتے ہوئے تلاوت قرآن کرے یا اللہ کا ذکر کرے۔  
ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سردار ہوتا ہے اور وہ مسجد میں سردار مانی جاتی ہیں جن میں لوگ قبلہ رخ ہو کر بیٹھتے ہوں [الاوسط للطبرانی] [جمع البحرين ۵/ ۲۸۷ حدیث: ۳۰۶۲] یعنی نے جمع الزواائد [۵۹/ ۸] میں کہا ہے کہ طبرانی نے الاوسط میں اسے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن

ہے]

[۱۲] نماز کے انتظار کی نیت کرے اور اذیت نہ پھو نچائے، بندہ حالت نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے اور فرشتے اس کے حق میں نماز سے پہلے اور اس کے بعد دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی جائے نماز میں ہوتا ہے۔

ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا بندہ برابر حالت نماز میں رہتا ہے جب تک وہ اپنی جائے نماز میں نماز کا انتظار کرتا رہتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ اسے بخش دے! اے اللہ اس کے اوپر رحم فرم!

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ فرشتے تم میں سے ہر اس شخص کے حق میں دعا کرتے ہیں جو اپنی جائے نماز میں نماز پڑھ کر بیٹھا رہتا ہے فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ اس پر رحم فرم! اے اللہ اس کو بخش دے! اے اللہ اس کی توبہ قبول فرم! جب تک وہ کسی کو تکلیف نہ پھو نچائے یا جب تک اسے حدث لاحق نہ

ہو [بخاری: حدیث: ۶۷۷، مسلم: حدیث: ۶۳۹]

[۱۵] اگر نماز کے لئے اقامت کہی جا چکی ہے تو فرض نماز میں شامل ہو جائے اس کے علاوہ سنت یا کوئی نفلی نماز نہ پڑھے۔

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: جب نماز کے لئے اقامت کہہ دی گئی ہو تو سوائے فرض نماز کے کوئی اور نماز نہیں  
[مسلم: حدیث: ۱۰۷]

[۱۶] مسجد سے نکلتے وقت اپنے بائیں پیر کو آگے بڑھائے جب کہ داخل ہوتے وقت داہنے پیر کو اس نے آگے بڑھایا تھا۔

کیونکہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] اپنی استطاعت کے مطابق اپنے تمام امور میں، پاکی میں، جوتا پہننے میں، اور لگنگھی کرنے میں داہنے کو پسند کرتے تھے

[بخاری: حدیث: ۲۲۶]

ابن عمر [رضی اللہ عنہ] داخل ہوتے وقت اپنا دایاں پاؤں آگے کرتے اور نکلتے

وقت اپنا بایاں پاؤں آگے بڑھاتے [بخاری: حدیث نمبر ۲۲۶ کے پہلے]

انس [رضی اللہ عنہ] کہتے ہیں کہ سنت کا طریقہ یہ ہے کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوں تو اپنے داہنے پیر کو آگے بڑھائیں اور جب نکلیں تو اپنے بائیں پیر کو

آگے بڑھائیں [متدرک حاکم: امام حاکم نے اس روایت کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور ذہبی نے [۱/۱۸] میں ان کی موافقت کی ہے]

اور یہ دعا پڑھیں ﴿بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اللَّهُمَّ اغْصِنْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ  
الرَّجِيمِ﴾ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور رسول اللہ پر درود وسلام  
نازل ہوں اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! تو  
مجھے مردود شیطان سے محفوظ رکھ [مسلم: حدیث: ۱۱۳، ابو داؤد: حدیث: ۲۶۵]  
ابن ماجہ: حدیث: ۳۷۷ علامہ البانی نے صحیح سنن ابن ماجہ [۱/۱۲۹] میں اسے صحیح قرار  
دیا ہے]

ساتواں مبحث: دلوگوں یعنی امام اور مقتدی سے جماعت کا انعقاد

ہو جاتا ہے

صحیح قول کے مطابق اگرچہ یہ مقتدی کوئی بچہ ہو یا خلوت کی صورت میں کوئی  
محرم عورت ہو؛

ابن عباس [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ کے  
یہاں رات گزاری، نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] رات میں نماز پڑھنے لگے، میں اٹھا اور  
آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگا، میں آپ کے باائیں جانب کھڑا ہوا، آپ  
نے میرے سر کو پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کر لیا

[بخاری: حدیث: ۷۶، ۱۱، ۹۹۲، ۹۹۹، مسلم: حدیث: ۸۲]

مالک بن حويرث [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ دشمن نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم کے پاس سفر کا ارادہ کرتے ہوئے آئے، نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے  
ان سے کہا کہ جب تم دونوں نکلو تو اذان کہو پھر اقامت کہو پھر تم میں کا کوئی بڑا  
شخص امامت کرائے [بخاری: حدیث: ۶۳۰]

انس [رضي الله عنه] کی روایت ہے کہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] انس اور ان کی ماں کے پاس گئے اور ام حرام انس کی خالہ ہیں، نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے نماز کے وقت کے علاوہ میں فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اور میں تم کو نماز پڑھاؤں، آپ نے ان کو نماز پڑھائی، انس کو اپنی دامیں جانب کر لیا اور عورت کو اپنے پیچھے کر لیا [مسلم: حدیث: ۶۶۰]

ایک مرد اور ایک عورت سے جماعت کے منعقد ہونے پر ابوسعید [رضي الله عنه] اور ابو ہریرہ [رضي الله عنه] کی حدیث دلالت کرتی ہے ابو ہریرہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی جب رات کو بیدار ہو اور اپنی عورت کو جگائے اور وہ دونوں دور کعت نماز پڑھیں تو ان کا نام اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں لکھا جاتا ہے [ابوداؤد: حدیث: ۲۳۰۹] اعلامہ البانی نے صحیح سنن ابو داؤد [۱/ ۲۳۳] میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرد کا عورت کے ساتھ جماعت منعقد کرنا صحیح ہے، اور جو حضرات ممانعت [عدم جواز] کے قائل ہیں ان کے لئے

ضروری ہے کہ وہ دلیل پیش کریں [نیل الاوطار للشوکانی ۳۶۹/۲، الشرح الممتع لابن عثیمین ۳۵۱، ۳۵۲]

مگر یہ کہ کوئی تنہا اجنبی عورت ہو اور ان کے پاس کوئی نہ ہو تو ایسی امامت کرانی حرام ہے اس لئے کہ ابن عباس [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص بغیر ذو محروم کے کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے [بخاری: حدیث: ۱۸۶۲، مسلم: حدیث: ۱۳۳۱]

اور فرض اور نفل [دونوں قسم کی نمازوں] میں بچے کو صاف میں داخل کرنا اور اس کی امامت کا صحیح ہونا درست ہے اس لئے کہ دلائل عام ہیں اور ان میں سب سے واضح ترین دلیل عمرو بن سلمہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ میں تمہارے پاس نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] کے پاس صحیح چیز لے کر آیا ہوں، انہوں نے کہا کہ فلاں وقت اس طرح نماز پڑھو اور فلاں وقت اس طرح نماز پڑھو، جب

نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی اذان دے اور تم میں سے سب سے زیادہ حق والا امامت کرائے جب انہوں نے دیکھا تو میرے سوا کسی کو زیادہ قرآن والا نہ پایا کیونکہ میں نے قراءت سیکھی ہوئی تھی، انہوں نے اپنے سامنے مجھے آگے بڑھایا اور میں چھ یا سات برس کا

تھا [بخاری: حدیث: ۳۳۰۲]

وزیر بن ہبیرہ کہتے ہیں کہ اور ان کا اجماع ہے کہ جمعہ کے علاوہ فرض میں نماز جماعت اقل جمع یعنی دو سے امام اور مقتدی سے منعقد ہو جاتی ہے جو اس کے دائیں طرف کھڑا ہو [الافقاں عن معانی الصحاح

۱/۱۵۵]

امام ابن قدامةؓ فرماتے ہیں کہ جماعت دو اور دو سے زیادہ لوگوں سے منعقد ہو جاتی ہے ہم اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں جانتے ہیں [المغني لابن قدامة ۲/۷]

امام ابن عبد البرؓ کہتے ہیں کہ علماء نے جائز قرار دیا ہے کہ عورت آدمی

کے پیچھے تنہا ایک صفائی میں نماز پڑھے اور اس کا طریقہ یہ ہو کہ وہ آدمی کے پیچھے کھڑی ہونے کے اس کے دامیں جانب کھڑی ہو۔ [الاستد کار الجامع]

لمذاہب فقهاء الامصار ۲۳۹/۶

اور میں نے اپنے شیخ امام عبدالعزیز بن عبد اللہ بن باز سے مذکورہ عمر و بن سلمہ کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے سنائے کہ یہ حدیث بچ کی امامت کے جواز پر دلالت کرتی ہے، بشرطیکہ وہ عقل و تمیز والا ہو اور بہت سارے فقهاء کا کہنا ہے کہ بچہ نہ تو امامت کروائے اور نہ ہی اس کا اعتبار کرتے ہوئے صفائی جائے، تو یہ ایک ضعیف اور غلط قول ہے جب کہ انس [رضی اللہ عنہ] نے نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] کے پیچھے یتیم کے ساتھ نماز پڑھی [مسلم: حدیث: ۶۵۸]

اصل تو یہ ہے کہ یہ معاملہ فرض اور نفل دونوں نمازوں میں یکساں ہے مگر یہ کہ اس کی کوئی خصوصی دلیل ہو اور عمر و کی یہ حدیث تمیز رکھنے والے عقل مند بچے کی امامت کے جائز ہونے کی دلیل ہے اور سات برس کی عمر ہو

جانے کے بعد شک والی بات ختم ہو جاتی ہے، اس لئے کہ عام طور پر سات برس کا بچہ صاحب تمیز ہوتا ہے اور چونکہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] کا قول ہے کہ جب بچے سات برس کے ہو جائیں تو تم اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو [ابو داؤد: حدیث: ۳۹۵ علامہ البائیؒ نے ارواء الغلیل [۱/۲۶۶-۲۷] میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

الہذا جب وہ ٹھیک طرح سے نماز پڑھا سکتا ہو تو اسے آگے بڑھایا جائے [میں نے یہ بات اپنے شیخ ابن باز سے بلوغ المرام کی حدیث نمبر ۳۳۵ کی تشریح کرتے ہوئے سنی]

یعنی جب ان کے بچے سب سے زیادہ قرآن اسی بچے کو یاد ہو.

آٹھواں مبحث : ابک رکعت کے پالینے سے جماعت کا پایا جانا  
مانا جاتا ہے اور اسے رکعت شمار نہیں کیا جاتا جس رکعت کا روکوں نہ مل  
سکے

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ  
جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، یقیناً اس نے نماز پالی  
[بخاری: حدیث: ۵۸۰، مسلم: حدیث: ۷۰]

اور اگر کوئی شخص امام کے اپنی پشت کو سیدھی کرنے سے قبل روکوں پالیتا ہے تو  
اس نے رکعت پالی ہے [شیل الاوطار للشوکانی ۲/۳۸۱ مجموع فتاویٰ ابن باز  
۱۶۱/۱۶۱]

اس لئے کہ ابو بکرؓ کی حدیث ہے کہ وہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] کے ساتھ اس وقت  
شامل ہوئے جب کہ آپ روکوں میں جا چکے تھے، انہوں نے صاف میں شامل  
ہونے سے قبل ہی روکع کر لیا، اس کا تذکرہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے کیا گیا تو  
آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: اللہ آپ کی حرص میں اضافہ فرمائے اور دوبارہ

مت کرنا [دوبارہ مت کرنا کے کئی ایک معانی بیان کئے گئے ہیں  
 [۱] اپنی نماز مت دھرا وہ صحیح ہے [۲] یہ عدو اور سمی سے ماخوذ ہے یعنی دوڑومت  
 [۳] یہ عدو سے ماخوذ ہے یعنی رکوع پانے کے لئے صاف میں پہنچنے سے پہلے ہی دوڑ  
 کرمت آؤ یہی آخری قول قریب ترین ہے اسے امام صنعاوی نے بل  
 السلام [۳/۱۰۹] میں ابن بازنے مجموع فتاویٰ [۱۶۰/۱۲] میں اختیار کیا ہے، ویکھنے  
 نیل الاوطار [۲/۳۳۰]، ابن عبد البر کہتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک زادک اللہ حرصاً  
 ولا تعد کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے نماز کے شوق میں اضافہ فرمائے اور دوبارہ اس  
 میں سستی مت کرنا دیکھنے الاستد کار [۲۵۰/۶] [بخاری: حدیث: ۸۳] اور ابو داؤ  
 د نے اس روایت میں اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے صاف کے باہر ہی رکوع کیا پھر صاف کی  
 طرف بڑھے (ابوداؤ: حدیث: ۲۸۳، علامہ البانی نے صحیح سنن ابو داؤ [۱/۱۳۳] میں  
 اے صحیح یا ہے)

اور اس بات کی دلیل کہ جس نے امام کے ساتھ اس کا اپنی پشت سیدھی  
 کرنے سے قبل رکوع پالیا اس نے رکعت پالی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ

جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدہ کی حالت میں ہوں تو سجدہ کرو اور اسے کچھ شمار نہ کرو اور جس نے رکعت پالی پس اس نے نماز پالی [ابو داؤد: حدیث: ۸۹۳] البانی نے صحیح سنن ابو داؤد [۱۶۹] میں اسے حسن فرار دیا ہے امّن بازنے کہا: ابو ہریرہ کی روایت وو سندوں سے آئی ہوئی ہے ایک روایت دوسرے کی تقویت کرتی ہے اور اس سے جدت قائم ہو جاتی ہے دیکھئے مجموع فتاوی امّن بازنے کی [۱۴۱/۱۲]

اور ابن خزیمہ اور دارقطنی اور بنیہقی کی روایت میں ہے کہ جس نے امام کی اس کی اپنی پشت سیدھی کرنے سے قبل نماز کی کوئی رکعت پالی اس نے رکوع پالیا صحیح ابن خزیمہ: حدیث نمبر ۱۵۹۵ سے قبل والی حدیث، علامہ البانی صحیح ابن خزیمہ [۳/۲۵] کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: سوء حفظ کی بنا پر یہ سند تو ضعیف ہے لیکن حدیث کی اور سند میں اور دوسرے شواہد ہیں جیسا کہ میں نے صحیح ابو داؤد [۱۶۹] اور اراء الغلیل [۸۹] میں اس کی تحقیق کی ہے

اور یہ جمہور ائمہ سلف اور خلف کا مسلک ہے کہ جس نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا اور اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا اور امام کا اس کے سراٹھانے سے قبل ہی اپنے ہاتھوں کو اپنے گھنٹوں پر رکھا تو اسے رکعت مل گئی اور جس نے یہ سب کچھ نہیں پایا اسے رکعت نہیں ملی

لہذا اسے رکعت شمار نہیں کیا جائے گا اور یہ امام مالک، شافعی، ابو حنفیہ اور احمد کا مذہب ہے اور یہ علی، ابن مسعود، زید اور ابن عمر سے مردی ہے [یہی قول درست ہے جو جمہور ائمہ کرام کا مذہب ہے اور اسے ابن عبد البر، امام نووی، شوکانی اور شیخ ابن بازنے راجح قرار دیا ہے] جب کہ دوسرا قول اس مسئلہ میں یہ ہے: جس نے امام کو روکوں کی حالت میں پایا اور مقتدی روکوں میں داخل ہوا ہے تو اسے رکعت شمار نہیں کرے گا کیونکہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور اس نے سورہ فاتحہ میں پڑھی، یہ قول ابو ہریرہ سے مردی ہے اور امام بخاری نے اپنی کتاب [جزء القراءة] میں اسے راجح قرار دیا ہے اور اسے ان کے واسطے سے بیان کیا ہے جو مقتدی کے حق میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے وجوب کے تائل ہیں، اور امام شوکانی نے بھی اپنے ایک دوسرے قول میں اسی کو راجح قرار دیا ہے اور دلائل کا تفصیل ذکر کیا ہے، جب کہ اس بارے میں پہلا ہی قول صحیح اور درست ہے [مزید تفصیلات کے لئے رجوع کریں عون المعبود شرح سنن ابو داؤد ۳/۲۱، ۲۵، ۱۳۵، ۱۲۱، ۱۰۸، مجموع للنووی ۳/۲۱۵، الاستذکار لابن عبد البر ۵/۲۸، ۲۹، ۲۳ اور ۶/۲۲۵، ۲۵۰، المختن لابن قدامة ۳/۲۷، نیل الاوطار للشوکانی ۱/۸۳، ۷۹۲، ۷۸۳ اور ۳۸۱، سب السلام للصنعاني ۳/۱۰۸، مجموع فتاویٰ ابن باز ۱۵/۷۷، ۱۶۲، ۱۵۷ اور الشرح الممتع لابن شیمین ۳/۲۳۰، ۲۳۲]

جس نے کسی عذر کی بنا پر نماز با جماعت سے تاخیر کر دی جب کہ وہ ہمیشہ نماز با جماعت پر مداومت برتنے والوں میں سے ہے، وہ آیا اور رکعت کا کوئی حصہ اسے مل گیا، تو اس سے نماز با جماعت فوت ہو گئی لیکن اس کے عذر اور اس کی حسن نیت کی بنا پر اسے اجر و ثواب ملے گا

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا: جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کو آیا اور لوگوں کو نماز پڑھ کر فارغ پایا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے پڑھنے والے اور اس میں حاضر ہنے والوں کی مانند اجر عنایت کرے گا ان کے اجر میں کسی طرح کی کمی نہیں کی جائے گی [ابو داؤد: حدیث: ۸۵۵، البانی نے صحیح سنن ابو داؤد [۱/۱۳] میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

ابوموسی کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ بندہ جب بیکار ہوتا ہے یا سفر پر ہوتا ہے تو اس کے لئے اس نیک عمل کا اجر لکھا جاتا ہے جسے وہ تندرستی اور بحال ت قیام کیا کرتا تھا [بخاری: حدیث: ۲۹۹۶]

انس بن مالک کی حدیث ہے کہ وہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں

کہ آپ نے غزوہ تبوک کے تعلق سے فرمایا: بے شک کچھ لوگ مدینہ میں ہی  
ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں، انہوں نے ہمارے ساتھ کسی گھاٹی اور وادی کا سفر  
نہیں کیا ہے، مگر وہ اس [اجر] میں ہمارے ساتھ ہیں کیونکہ عذر نے ان  
کو روک رکھا ہے [بخاری: حدیث: ۲۸۳۸، ۳۲۲۲]

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جسے عذر شرعی نے روک رکھا ہے تو اس کو اس شخص  
کی مانند اجر ملے گا جس نے شرعی طور پر عمل کیا ہوگا [دیکھئے: الاختیارات الفقهیة  
لابن تیمیہ ص ۱۰۲، مجموع فتاویٰ ابن باز ۱۶۵/۱۲۵]

## نوال مبحث: دوسری جماعت ان نمازوں کے لئے مشروع ہے جو

### امام کے ساتھ پہلی جماعت نہ پاسکے ہوں

[جماعت ثانیہ [دوسری جماعت] کے قیام کی کئی ایک شکلیں ہو سکتی ہیں، [۱] اگر کسی مسجد میں لوگوں کا یہ معمول بن چکا ہے کہ وہ ہمیشہ دوسری جماعت قائم کرتے ہیں تو یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے [۲] ہمیشہ ایسا نہ کیا جاتا ہو بلکہ یہ ہے کہ بسا اوقات دو یا تین یا اس سے زیادہ نمازی کسی وجہ سے امام کے ساتھ نماز نہ پڑھ پائے ہوں، یہ دوسری شکل ہے، اس تعلق سے کچھ علماء تو جواز کے قائل ہیں کہ دوسری جماعت منعقد کی جاسکتی ہے اور یہ حنابلہ کا قول ہے، اس کے دلائل کتاب کے اصل متن میں مذکور ہیں اور یہی درست اور صحیح قول ہے، جب کہ کچھ علماء اس دوسری جماعت کے قیام سے منع کرتے ہیں [۳] کوئی مسجد عام راستہ میں پڑتی ہو یا مارکیٹ میں وہ مسجد واقع ہو جہاں لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے اب یہ ہے کہ کچھ لوگ آئیں اور جماعت بنا کر نماز پڑھیں اور پھر کچھ دوسرے لوگ آئیں اور وہ بھی جماعت کی شکل میں پھر سے نماز پڑھیں تو اس قسم کی مسجدوں میں یہ چیز مکروہ نہیں ہے، امام نووی اپنی کتاب الحجۃ علی الحجۃ میں کہتے ہیں: اگر مسجد کا کوئی خاص امام نہ ہو تو دوسری جماعت کے انعقاد میں کوئی کراہت نہیں ہے دیکھئے: الشرح الحمع لابن عثیمین ۲۲۶، ۱۲۳۲ھ مسئلہ کی مزید تفصیلات کے

لئے علامہ صالح بن غانم السد لان کی کتاب [صلوٰۃ الجماعتہ ص ۱۰۰] کا مطالعہ کریں]

اس لئے کہ ابوسعید [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے ایک شخص کو تہا نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ کیا کوئی اس شخص کے ساتھ صدقہ نہیں کر سکتا کہ اس کے ساتھ نماز پڑھے [ابوداؤد: حدیث: ۵۷۳]

علام البانی نے ارواء الغلیل [۳۱۶/۲] میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اور ترمذی کے الفاظ ہیں کہ ایک شخص آیا اور اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نما ز پڑھ چکے تھے، آپ نے فرمایا: کون شخص اس کے ساتھ تجارت کرے گا؟

ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ نماز پڑھی اور مند احمد کے الفاظ ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جب کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] اپنے صحابہ کو نماز پڑھا چکے تھے، اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ کون اس کے اوپر صدقہ کرے گا؟ کہ وہ اس کے ساتھ نماز پڑھے، لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا، اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی، امام شوکانی فرماتے ہیں: لوگوں میں سے ایک کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی

جنہوں نے نماز میں ساتھ دیا، وہ ابو بکر صدیق [رضی اللہ عنہ] تھے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے [نیل الاوطار ۲/ ۳۸۰]

حدیث میں اس شخص کے ساتھ داخل ہونے کی مشروعیت ہے جو نماز میں تھا  
داخل ہوا ہوا اگرچہ داخل ہونے والے نے باجماعت نماز پڑھ لی ہو [مصدر  
سابق]

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ قول کئی ایک صحابی، تابعی اور اہل علم کا ہے اس  
میں کوئی حرج نہیں ہے کہ کچھ لوگ کسی ایسی مسجد میں نماز باجماعت پڑھیں  
جس مسجد میں نماز پڑھی جا چکی ہو، یہی قول احمد اور اسحاق کا ہے۔

اور یہی درست ہے اس لئے کہ عام دلائل کی دلالت اسی پر ہے کہ نماز با  
جماعت تہا نماز پڑھنے سے ۲۷ گنا افضل ہے اور ابی بن کعب کی حدیث  
ہے جس میں یہ ہے کہ اور آدمی کی نماز آدمی کے ساتھ اس کی تہا نماز پڑھنے  
سے بہتر ہے اور جماعت میں جس قدر لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگی وہ نماز اتنی  
ہی زیادہ اللہ کے نزد یک محبوب ہے [ابوداؤد: حدیث: ۵۵۳، علامہ البائی نے صحیح

سنن ابوداؤد ۱۱۰] میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اور جن کا یہ کہنا ہے کہ جماعت کی فضیلت پہلی جماعت کے ساتھ خاص ہے تو وہ خصوصیت کی کوئی دلیل پیش کریں، ورنہ تھا کسی کی ذاتی رائے جو حق نہیں مانی جاتی [مجموع فتاوی ابن باز ۱/۱۲۶] اور انس [رضی اللہ عنہ] سے ثابت ہے کہ وہ ایک روز آئے جب کہ لوگ نماز پڑھ چکے تھے، انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا پس ان کے ساتھ نماز پڑھی [بخاری: ۶۲۵ نمبر کی حدیث سے قبل]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دوسری جماعت ان لوگوں کے لئے مشروع ہے جن کی پہلی جماعت فوت ہو چکی ہو، یہی اصل ہے اور بغیر کسی دلیل کے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا [مجموع فتاوی ابن باز ۱/۱۲۶] اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے [جہاں تک ا بن عمر کی روایت جو ابو داؤد اور نسائی میں ہے اور علامہ البانی نے صحیح سنن ابو داؤد میں جسے صحیح کہا ہے کہ [لاتصلوا صلة في يوم مرتبين] ایک ہی دن میں کوئی نماز دو مرتبہ مت پڑھو] تو اس روایت کے تعلق سے ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ اس جملہ سے امام احمد اور اسحاق نے یہ معنی امر ادلیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص فرض نماز پڑھ چکا ہے وہ دوبارہ سے فرض نماز نہ پڑھے اور اگر اس نے دوسری

جماعت میں یہ نماز نفلی طور پر پڑھی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کا حکم بھی دیا ہے تو اس طرح نماز کا اعادہ نہیں مانا جائے گا و کیجئے الاستاذ کارلا بن عبد البر /۳۵۷ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی [۲۶۰/۲۳] میں یہ بات کہی ہے کہ اگر نماز کا اعادہ کسی وجہ سے کیا جا رہا ہے تو کوئی حرج نہیں یہ ممانعت اس چیز کے ساتھ خاص ہے کہ بغیر کسی وجہ سے اس کا اعادہ کیا جائے اور سبب سے مراد ان کے لئے دوسری جماعت کا انعقاد ہے جن کی پہلی نماز جماعت کے ساتھ فوت ہو گئی ہے تاکہ ان کو بھی جماعت کا احرام سکے مزید تفصیلات کے لئے مطالعہ کریں [عون المعمود /۲۸۷، نیل الاوطار /۲۹۲، ۲۹۸، ۳۸۰، ۵۱۰، ۵۰۸] کا واضح رہے کہ ابن عبد البر نے جماعت ثانیہ کے قیام کی اجازت دی ہے اور کہا ہے کہ اس کی اجازت ابن مسعود، انس، علقہ، مسروق، اسود، حسن، قادہ اور عطاء وغیرہ نے دی ہے [مؤلف کی بات کا خلاصہ]

دسوال مجھت: جو شخص نماز پڑھ چکا ہے، اس نے دوبارہ جماعت پائی

تو وہ ان کے ساتھ نفل کے طور پر پھر سے نماز پڑھے گا؟

ابوذر کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے مجھ سے کہا کہ تمہارا اس وقت کیا عمل ہو گا [تم اس وقت کیا کرو گے؟] جب تمہارے پاس حکام ہوں گے اور وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں گے یا اسے اس کے وقت سے ختم کر دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ جواب دیا کہ نماز اس کے وقت پر پڑھو، اگر تم ان کے ساتھ دوبارہ پاؤ تو پھر پڑھو، یہ دوسری نماز تمہارے لئے نفل ہو جائے گی اور یہ ملت کہو کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے اس لئے میں نہیں پڑھتا [مسلم: حدیث: ۶۳۸]

یزید بن اسود کی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ جب تم اپنے کجاوہ [جاءَ اقامت] میں نماز پڑھ چکے ہو اور تمہارا گزر کسی ایسی مسجد سے ہو جہاں لوگ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں تو ان کے

ساتھ نماز پڑھو یہ نماز تمہارے لئے نفل ہو جائے گی اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے کجاوہ [جائے اقامت] میں نماز پڑھ چکا ہو اور یہ دیکھئے کہ امام نے نماز نہیں پڑھی ہے تو وہ اس کے ساتھ نماز پڑھے، یہ نماز اس کے لئے نفل ہو گی [نسائی: حدیث: ۸۵۸، البانی نے صحیح سنن نسائی] [۱/۱۸۶] میں اسے صحیح قرار دیا ہے مجھن کی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ تم کو نماز پڑھنے سے کون سی چیز روتی ہے کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں لیکن میں نے اپنے اہل کے ساتھ نماز پڑھ لی ہے تو اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ جب تم آؤ تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو اگر چہ تم نماز پڑھ چکے ہو [نسائی: حدیث: ۸۵۷، علامہ البانی نے صحیح سنن نسائی] [۱/۱۸۶] میں اسے صحیح قرار دیا ہے [ابو اور اس تعلق سے عبادہ بن صامت [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے [ابو

داود: حدیث: ۳۳۳، علامہ البائی نے صحیح سنن ابو داود [۱/۸۸] میں اسے صحیح قرار دیا ہے اور عبد اللہ بن مسعود [رضی اللہ عنہ] کی حدیث [ابو داود: حدیث: ۳۳۲، علامہ البائی نے صحیح سنن ابو داود [۱/۸۷] میں اسے صحیح قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے (دیکھئے: نیل الاوطار للشوکانی ۱/۵۰۸، ۵۱۰ اور ۲/۲۹۶، ۳۸۲، ۴۹۶، الشرح الممتع لابن شیمین ۲/۲۱۹، صلاۃ الجماعت للسد لانص ۱۰۳]

گبار ہواں مجھ: نماز سے پچھے رہ جانے والا شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کے چھوٹے ہوئے حصے کو بغیر کسی زیادتی کے پڑھے گا:

مغیرہ بن شعبہ [رضی اللہ عنہ] کی حدیث ہے جب وہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] کے ساتھ غزوہ تبوک میں تھے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] رونما ہوئے اور آپ کو اپنا وضو یاد آیا اور یہ بات فخر کی نماز سے پہلے کی ہے، میں آپ کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ ہم نے پایا کہ لوگ عبد الرحمن بن عوف [رضی اللہ عنہ] کو آگے بڑھا چکے تھے، آپ نے نماز کے وقت میں ان کے ساتھ نماز ادا کی اور ہم نے عبد الرحمن [رضی اللہ عنہ] کو پایا کہ ان کے ساتھ ایک رکعت فخر کی پڑھ چکے تھے، اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ صرف بندی کی اور عبد الرحمن بن عوف [رضی اللہ عنہ] کے پیچھے دوسرا رکعت پڑھی، جب عبد الرحمن [رضی اللہ عنہ] نے سلام پھیرا تو اللہ کے رسول اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو مسلمانوں کو اس سے تعجب ہوا

انہوں نے کثرت سے تسبیح کہا، جب اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے اپنی نماز پوری کر لی تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اچھا اور بہتر کیا آپ ان پر خوشی ظاہر کر رہے تھے کہ انہوں نے نماز اس کے وقت پر ادا کی  
[بخاری: حدیث: ۱۸۲، مسلم: حدیث: ۲۷۳]

محل شاہد آپ کا یہ فرمان ہے کہ آپ اپنی نماز پوری کر رہے تھے جو اس بات کی دلیل ہے کہ امام سے پیچھے رہ جانے والا جو رکعتیں پاتا ہے وہ اس کی پہلی شمار ہوں گی، کیونکہ ابو ہریرہؓ کی روایت ہے وہ نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم اقامت سن لو تو نماز کے لئے اس حال میں آؤ کہ تمہارے اوپر سکون طاری ہو اور تم دوڑتے ہوئے نہ آؤ، جو تم کو مل جائے اسے پڑھ لو اور جو تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرو  
[بخاری: حدیث: ۶۳۶، مسلم: حدیث: ۹۰۸]

بعض روایات میں آیا ہے کہ قضا کرو [مندرجہ ۲/۲۰۰، ابو داؤد: حدیث: ۵۷۳، نسائی ۲/۱۱۲]  
اور قضا کی دلالت کسی چیز کی ادائیگی پر ہوتی ہے، لہذا یہ [اتَّمُوا] کے مفہوم

میں ہے گویا دونوں الفاظ کے درمیان کوئی تعارض [فرق] نہیں ہے [دیکھئے : نیل الاؤ طار للہو کانی ۲/۲۵۷، ۳۸۳، ۲۵۷، بیل السلام للصیعاني ۲/۱۱۵]

اور ان حضرات کے یہاں کوئی دلیل نہیں ہے جنہوں نے [فَاقْضُوا] والی روایت کو اختیار کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اس نے امام کے ساتھ جو نماز پائی ہے وہ اس کی آخری نماز ہے اور درست یہ ہے کہ پیچھے رہ جانے والا امام کے ساتھ جو نماز پاتا ہے وہ اس کی شروع کی نماز ہے [مذکورہ مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے جبکہ اکابر کا کہنا ہے کہ مقتدی کو امام کے سلام سے پہلے جو رکعتیں ملتی ہیں وہ اس مقتدی کی ابتدائی رکعتیں ہیں اور سلام پھر نے کے بعد کی رکعتیں اس کی آخری رکعتیں ہیں جب کہ امام ابوحنیفہ کی رائے اس کے عکس ہے اور امام مالک اور ان کے شاگردوں کا مذہب دونوں طرح کا ہے امام ابوحنیفہ وغیرہ کی دلیل [وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ] کے الفاظ ہیں اور جمہور کی دلیل [وَمَا فَاتَكُمْ فَاتَّمُوا] ہے اور انہوں نے قضا کا جواب یہ دیا ہے کہ قضاۓ سے مراد فعل [کام کا کرنا] ہے نہ کہ اس سے مراد قضاۓ اصطلاحی ہے اور قضا کا لفظ کئی ایک جگہ فعل کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ دیکھئے شرح النووی علی صحیح مسلم [۱۰۲/۵]

میں نے اپنے شیخ امام عبدالعزیز بن بازرگو فرماتے ہوئے سنائے کہ [وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا] کی روایات ہی عام طور پر وارد ہیں اور کچھ روایات میں فَاقْضُوا آیا ہوا ہے جو کہ اِتَّمُّوا کے مفہوم میں ہے، گویا دونوں ایک ہی ہیں، دونوں روایتیں اتمام اور اکمال کے مفہوم میں ہیں، لہذا جو پالے وہ اس کی نماز کا شروع کا حصہ ہے اور جو قضا کرے وہ اس کی نماز کا آخری حصہ ہے [میں نے شیخ ابن باز سے بلوغ المرام کی حدیث [۳۳۵] کی تشریح کرتے وقت نا] نماز سے پیچے رہ جانے والے امام کو جس حال میں پائے، اس کے ساتھ شامل ہو جائے گا۔

علی بن ابو طالب [رضی اللہ عنہ] اور معاذ [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آئے اور امام کسی بھی حال میں ہو تو وہ اسی طرح کرے جس طرح امام کرتا ہے [روایت ترمذی کی ہے علامہ احمد محمد شاکر نے اپنے حاشیہ میں اس کی سند سے ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن حجر نے *بلخیص الحبیر* [۳۲/۲] میں اس روایت پر ضعف اور انقطاع کا حکم لگایا ہے مگر علامہ البانی نے عبد اللہ بن مغفل کی سند سے اس کا شاہد ذکر کیا ہے جس کی روایت مروہ زی

نے کی ہے اور علامہ البانی سلسلۃ الاحادیث الصحیح [۱۸۵/۳] میں کہتے ہیں : اس کی سند صحیح ہے اور اس کے روایۃ ثقہ ہیں ، بخاری و مسلم کے روایۃ ہیں اور حدیث معنوی اعتبار سے صحیح ہے کیونکہ آپ کا فرمان ہے [فما ادرکتم فصلواد ما فاتکم فاتموا] مؤلف کی بات کا غلاصہ ]

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اور اہل علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے کہتے ہیں کہ جب آدمی آئے اور امام سجدہ کی حالت میں ہو تو سجدہ کرے اور اس کو وہ رکعت کافی نہیں ہوگی اگر امام کے ساتھ اس کا رکوع چھوٹ جائے ] ترمذی [۳۸۶/۲

ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے آؤ اور ہم سجدہ کی حالت میں ہوں تو سجدہ کرو اور اس کے لئے کچھ نہ دوڑواور جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی [ابوداؤد: حدیث: ۸۹۳، علامہ البانی نے صحیح سنن ابو داؤد [۱/۱۶۹] میں اسے صحیح قرار دیا ہے ]

بارہواں مبحث: مندرجہ ذیل امور کی بنابر جماعت کا ترک کرنا عذر

مانا چاہئے گا:

خوف یا بیماری:

ابن عباس [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو اذان کوں کر مسجد نہ آئے اس کی نماز نہیں ہوتی ہاں مگر یہ کہ کوئی عذر ہو [ابو داؤد: حدیث: ۵۵، علامہ البائیؒ نے ارواء الغلیل ۳۲۷/۲] میں اسے صحیح قرار دیا ہے]

بارش یا کیچڑی:

ابن عباس [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہ انہوں نے بارش والے دن اپنے مؤذن سے کہا کہ جب تم اشہد ان محمد ا رسول اللہ کہو تو حی علی الصلاۃ مت کہو بلکہ کہو [صلوانی یو تکم] اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو تو لوگوں کو اس پر تعجب ہوا تو فرمایا ایسا کام اس ذات نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے

[بخاری: حدیث: ۹۰۱، مسلم: حدیث: ۶۹۹]

### ٹھنڈی اور تاریک رات میں ہوا کا چنانا:

ابن عمر [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہ انہوں نے ٹھنڈی اور ہوا والی رات میں نماز کے لئے اذان کیا اور کہا کہ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو پھر فرمایا کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] موذن کو حکم دیتے تھے جب رات بارش اور ٹھنڈک والی ہوتی کہتے کہ گھروں میں نماز پڑھو اور بخاری کے الفاظ ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ٹھنڈک اور بارش والی رات کو موذن کو اذان کہنے کا حکم دیتے پھر اس کے بعد فرماتے کہو کہ لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ ابن عمر [رضی اللہ عنہ] نے ٹھنڈک، ہوا اور بارش والی رات اذان کیا، انہوں نے اپنی اذان کے آخر میں کہا [الا صَلُوْا فِي رِحَالٍ كُمْ الْأَكْثَرُ]  
رِحَالِكُمْ الْأَكْثَرُ صَلُوْا فِي الرِّحَالِ] لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو لوگو!  
اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو پھر فرمایا کہ اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] موذن کو حکم دیتے جب رات ٹھنڈی یا دوران سفر بارش والی ہوتی کہتے کہ [الا

صلوٰا فِي رِحَالِكُمْ] [بخاری: حدیث: ۶۳۲، مسلم: حدیث: ۲۹۹]

جابر [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہتے ہیں کہ تم اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کے ساتھ کسی سفر میں نکلے پس بارش ہو گئی، آپ نے فرمایا: تم میں سے جو اپنے قیام گاہ میں نماز پڑھنا چاہے، پڑھ لے [مسلم: حدیث: ۲۹۸]

بہتر یہ ہے کہ مؤذن اذان کے کلمات پورے کہے، پھر کہے صلوٰا فِي يُؤْتَكُمْ یا کہے صلوٰا فِي رِحَالِكُمْ [امام قرطبی ابن عمر کی حدیث [فی آخر ندأة] کے متعلق فرماتے ہیں کہ مؤذن نے الاصلوٰا فِي رِحَالِكُمْ [والی بات اذان سے فارغ ہو جانے کے بعد کہی یا یہ بھی احتمال ہے کہ مؤذن نے یہ جملہ اذان کے آخر میں کہا جیسا کہ ابن عباس کی حدیث میں یہ بات موجود ہے پھر کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو الحسن ابو ہریرہ کی سند سے روایت کیا ہے جس میں یہ ہے: ثہنڈک اور بارش والی رات کو اللہ کے رسول مؤذن کو اذان کہنے کا حکم دیتے پہلے وہ اذان کے کلمات کہتا اور اذان سے فارغ ہونے کے بعد یہ کلمات کہتا [الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ أَوْ فِي رِحَالِكُمْ] [الکامل لابن عدی / ۲۲۶۳] لہذا اس نص سے مذکورہ احتمال زائل ہو جاتا ہے دیکھئے: <sup>لطفاً</sup> مفہوم لما شکل من تلخیص کتاب مسلم / ۳۳۸]

امام نووی ابن عباس کی حدیث کے تعلق سے رقمطر از ہیں: **أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ** کے کلمات مذکون اذان ہی میں کہتا تھا جب کہ ابن عمر کی حدیث میں ہے کہ مذکون نے یہ الفاظ اپنی اذان کے آخر میں کہے، تو دونوں طرح سے کہنا جائز ہے جیسا کہ امام شافعی نے اپنی کتاب [الام، کتاب الاذان] میں کہا ہے لیکن بہتر ہے کہ یہ الفاظ اذان کے بعد کہے جائیں تاکہ اذان کے کلمات اپنی کیفیت پر برقرار رہ جائیں اور جس نے صرف یہ بات کہی ہے کہ اسے اذان سے فارغ ہونے کے بعد ہی کہا جائے تو یہ قول ضعیف ہے اور ابن عباس کی حدیث کے برخلاف ہے، جب کہ معاملہ یہ ہے کہ دونوں [ابن عباس اور ابن عمر کی] حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں ہے ایسا ہو سکتا ہے کہ کبھی تو اذان ہی میں یہ الفاظ کہے ہوں اور دوبارہ کبھی اذان سے فارغ ہونے کے بعد کہا ہو شرح النووی علی صحیح مسلم ۲۱۲/۵

حافظ ابن حجر آپ کے فرمان [إِذَا قُلْتَ أَشْهُدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَلَا تَقْلُ  
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] کے متعلق لکھتے ہیں کہ ابن خزیمہ نے باب باندھا ہے [حذف  
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ فِي يَوْمِ الْمَطَرِ] اور ابن حبان اور محب طبری نے ان کی موافقت  
کی ہے، گویا انہوں نے معنوی مفہوم کی جانب دیکھا کہ [حَيَّ عَلَى  
الصَّلَاةِ، الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ] اور [صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ] کے مفہوم میں

لضاد پایا جاتا ہے، جب کہ شافعیہ کے یہاں اس کی توجیہ یہ ہے کہ [صلوٰ فی رِ حَالِكُمْ] کے الفاظ اذان کے بعد کہے یا جعلتین کے بعد کہے [فتح الباری ۲/ ۹۸] یہی ابن حجر ابن عمر کی حدیث کے الفاظ [كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤْذَنَ يُؤْذَنُ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِهِ : أَلَا صَلُوٰ فِي الرِّحَالِ] متعلق دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ مذکورہ قول واضح ہے کہ مؤذن نے اذان کے بعد کہا پھر [صلوٰ فِي الرِّحَالِ] اور [حَسَّ عَلَى الصَّلَاةِ] کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم یہ بات کہہ چکے ہیں کہ ابن عباس کی حدیث ظاہر پر محمول کی جائے گی اور جعلتین کے بجائے یہ الفاظ [صلوٰ فِي الرِّحَالِ، صَلُوٰ فِي رِ حَالِكُمْ] کہے جائیں گے کیونکہ دونوں کے مفہوم میں تکرار ہے، کہتے ہیں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں میں تطبیق اس طرح دے دی جائے کہ [الصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ] ان لوگوں کے لئے رخصت کے طور پر ہے جو رخصت کو اپنانا چاہیں اور [هَلْمُوا إِلَى الصَّلَاةِ] کا مفہوم استحابی طور پر ان کے حق میں ہے جو مشقت برداشت کر کے فریضہ کو مکمل کرنا چاہیں جس کی تاسید جابر کی حدیث سے ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں ہے: جابر کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ سفر میں نکلے، یا کہ بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا: تم میں سے جو اپنی قیام گاہ میں نماز پڑھنا چاہے، پڑھ لے [مسلم ۲۹۸ و کیجھے: فتح الباری ۲/ ۱۱۳]، حافظ ابن حجر ایک اور جگہ ابن عباس کی حدیث کے تعلق سے لکھتے ہیں

کہ میرے نزدیک ظاہری طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مؤذن نے اذان مکمل کی اور [حَمَّى عَلَى الصَّلَاةِ] کی جگہ [صَلُّوْا فِي بُيُوتِكُمْ] کہا [فتح الباری ۲/ ۳۸۲] المغنی [ابن قدامة ۲/ ۳۷۸، ۳۷۹، نیل الاوطار لشوكانی ۲/ ۳۸۶]

اس بارے میں اقرب ترین قول امام نووی کا ہے، اور میں نے اپنے شیخ سے صحیح بخاری کی حدیث [۶۱۶] کی تشریع کرتے وقت سنا: بہتر یہ ہے کہ اذان مکمل کر لے پھر [صَلُّوْا فِي بُيُوتِكُمْ] کے الفاظ کہے اور [حدیث نمبر: ۶۲۶] کی شرح کرتے وقت انہوں نے کہا کہ اذان کے بعد [صَلُّوْا فِي بُيُوتِكُمْ] کے الفاظ کہے اور [حدیث نمبر: ۶۲۸] کی تشریع کرتے وقت شیخ نے کہا کہ [صَلُّوْا فِي بُيُوتِكُمْ] کے الفاظ اذان کے بعد کہے [مؤلف کی بات کا خلاصہ]

کھانا موجود ہوا اور نمازی کا دل کھانے کی رغبت رکھتا ہو:

ابن عباس [رضی اللہ عنہ] کی روایت ہے کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانے پر ہوتے جلدی نہ کرے یہاں تک اس سے اپنی ضرورت پوری کر لے اگرچہ نماز کے لئے اقامت کہہ دی گئی ہو [بخاری: حدیث: ۶۷۳، مسلم: حدیث: ۵۵۹]

عائشہ [رضی اللہ عنہا] کی حدیث ہے کہ آپ [صلی اللہ علیہ وسلم] نے فرمایا جب رات کا

کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو کھانے سے

ابتدا کرو [بخاری: حدیث: ۲۷، مسلم: حدیث: ۵۵۸]

دو خبیث چیزوں لیعنی پیشتاب و یاخانہ کو دفع کرنا:

عائشہ [رضی اللہ عنہا] کی روایت ہے کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول [صلی اللہ علیہ وسلم] کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہے اور اس حال میں نماز نہیں ہے جب اسے دو خبیث چیزوں روک رہی

ہوں [مسلم: حدیث: ۵۶۰]

اس کا کوئی قریبی ہو جس کی موت کا اسے اندر یشہ ہوا اور وہ حاضر نہ ہو سکے۔

ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ان سے ذکر کیا گیا کہ سعید بن زید بن عمر و بن نفیل [رضی اللہ عنہ] بدربی صحابی جمعہ کے روز یہاڑ پڑے، دن چڑھ جانے کے بعد وہ ان کے پاس سوار ہو کر گئے، جمعہ کا وقت قریب ہو گیا اور جمعہ کو ترک

کر دیا [بخاری: حدیث: ۳۹۹۰]

ابوالدرداء [رضی اللہ عنہ] سے روایت ہے کہ آدمی کی فقاہت میں سے ہے کہ وہ

اپنی ضرورت پر توجہ دے یہاں تک کہ جب وہ نماز کے لئے آئے تو اس کا

دل خالی ہو [بخاری: حدیث: ۶۷۱]

معلوم یہ ہوا کہ آٹھ اسباب کی بنا پر جماعت کو ترک کرنے کی اجازت ہے  
بیماری، نفس کے متعلق کوئی اندیشہ ہو، مال کے تعلق سے کوئی خطرہ ہو، عزت  
جانے کے خوف کا مسئلہ ہو، بارش یا کچھر ہو، سخت تاریک رات میں ٹھنڈی  
ہوا چل رہی ہو، کھانا رکھا ہوا ہو اور دل میں اس کی رغبت ہو، دو خبیث چیزیں  
ٹنگ کر رہی ہوں یا ان میں سے کوئی ایک چیز ٹنگ کر رہی ہو، اس کا کوئی  
قریبی ہو جس کی موت کا اسے اندیشہ ہوا اور اسے گمان ہو کہ وہ اس کے پاس  
حاضر نہ ہو سکے گا، ان چیزوں میں سے ہر ایک مسئلہ کے متعلق دلائل گزر چکے

ہیں [المغنی لا بن قدامة ۲/۲۷۶، ۳۸۰، الکافی لا بن قدامة ۱/ ۳۹۸، ۴۰۱]

درود وسلام ہوں ہمارے آخری نبی محمد اور ان کے آل واصحاب پر اور قیامت  
تک آنے والے ان کے تبعین پر.

## فہرست کتاب

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱	<u>مقدمہ</u>	۲
۲	<u>پہلا مبحث: نماز باجماعت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم</u>	۵
۳	<u>دوسرा مبحث: نماز باجماعت کا حکم</u>	۱۱
۴	<u>تیسرا مبحث: نماز باجماعت کے فوائد</u>	۳۵
۵	<u>چوتھا مبحث: نماز باجماعت کی فضیلت</u>	۳۳
۶	<u>پانچواں مبحث: نماز باجماعت کے لئے چل کر آنے کی فضیلت</u>	۷۲
۷	<u>چھٹا مبحث: نماز باجماعت کی خاطر آنے کے آداب</u> <u>: نماز باجماعت کو آنے کے کچھ آداب ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں</u>	۹۰

- ۸ ساتواں مبحث: دلوگوں یعنی امام اور مقتدی سے  
 ۱۰۵ جماعت کا انعقاد ہو جاتا ہے
- ۹ آٹھواں مبحث: ایک رکعت کے پالنے سے  
 III جماعت کا پایا جانا مانجا تا ہے اور اسے رکعت شمار  
 نہیں کیا جاتا جس رکعت کا رکوع نہ مل سکے
- ۱۰ نواں مبحث: دوسرا جماعت ان نمازوں کے لئے  
 ۱۱ مشروع ہے جو امام کے ساتھ پہلی جماعت نہ پاسکے  
 ہوں
- ۱۱ دسوائیں مبحث: جو شخص نماز بڑھ چکا ہے، اس نے  
 ۱۲۲ دوبارہ جماعت پائی تو وہ ان کے ساتھ نفل کے طور  
 پر پھر سے نماز بڑھے گا

- ۱۲ گبار ہواں مبحث: نماز سے پچھے رہ جانے والا شخص
- ۱۲۵ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کے چھوٹے ہوئے حصے کو بغیر کسی زیادتی کے پڑھے گا
- ۱۳ بار ہواں مبحث: مندرجہ ذیل امور کی بنابر جماعت
- ۱۳۰ کاترک کرنا اذر سمجھا جائے گا:

